لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸-۹	کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رمضان و ۳ شوال ۱۳۳۲ ہجری Calcutta : Wednesday August, 19 & 26. 1914.	جلد ۵

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

وجاهدوا فی الله حق جهاده، هو
اجتبٰكم وما جعل علیكم فی الدین
من حرج، ملة ابیكم ابرٰهیم هو
سمّٰكم المسلمین من قبل وفی هذا
لیكون الرسول شهیدا علیكم، و
تكونوا شهداء علی الناس، فاقیموا
الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة، واعتصموا
بالله هو مولٰكم فنعم المولٰی و
نعم النصیر! (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ — چار آنہ

ڈبل نمبر ہونیکی وجہ سے قیمت آٹھ آنہ

الهلال

۱۹ و ۲۶ اگست ۱۳۳۲ هجری

الطامة الكبرى !!

وقعت الواقعة ، ليس لوقعتها كاذبة !

و النازعات غرقاً ، والناشطات نشطاً ، و السابحات سبحا ، فالسابقات سبقاً ، فالمدبرات امرا : موت اور هلاکت کے وه اوقات الیمه جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے هیں اور آبادیاں اجاڑ اور زندگیاں هلاک هو جاتی هیں - وه ارواح حروب و قتال جو زندگی کیلیے موت کا اور آبادی کیلیے ویرانی کا دروازه ایسی عجلت اور ایسی آسانی سے کھولدیتی هیں ، گویا کسی لپٹے هوے بند کو کھول دیا گیا وه هلاکت اور موت کی عظیم الشان هستیاں جن پر انسان پاش توپیں لدی هولیں اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار هیں ، اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی هیں اور ایک دوسرے سے بازی لیجانا چاهتی هیں تا اپنے اپنے شئون و امور کی تدبیر کریں ، ان سب کی چھائی هوئی هیبت اور پھیلی هوئی وحشت کی قسم ، اور ان سب کی پھیلائی هوئی موت اور برسائی هوئی هلاکت کی گواهی ، که ارض الهی کا امن لوٹ لیا گیا ، انسانیة کی بستی اجاڑ هوگئی ، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا ، اور دنیا مثل اس بیوه کے هوگئی جسکا شوهر زبردستی قتل کردیا گیا هو اور اسکے یتیم بچوں پر رحم نه کیا گیا هو - اب وه اپنے لٹے هوے سنگھار پر ماتم کریگی ، اور اپنی پھٹی هوئی چادر کو سر سے اتار دیگی - کیونکه اسکا حسن زخمی هو گیا ، کیونکه اسکا شباب پامال کر دیا گیا ، اور اسلیے که اسکے فرزندوں نے اسپر تلوار اٹھائی ، اور اسلیے که اسکے دوستوں نے اسے کچل دیا - پس زندگی کی جگه موت ، عیش و سلامتی کی جگه اضطراب ، نغمۀ نشاط کی جگه شور ماتم ، زمزمه سنجی کی جگه نوحه خوانی ، آب زندگی کی جگه بحر خونیں ، بستیوں کی جگه قبریں ، اور زندگی کے کاروبار اور بازار رونق کی چهل پهل کی جگه موت کے وه جنگل جنمیں لاشیں سڑینگی ، اور هولناک سمندروں کے وه خونیں طوفان جنمیں انسان کی لاشیں مچھلیوں کی طرح اچھلینگی - اور اے دنیا کے بڑے بڑے مغرور شهروں کے بسنے والو ! کل تک تمهاری ماؤں نے تمهیں جنا تھا ، تا زندگی پر گھمنڈ اور طاقت پر مغرور هو - پر آج تم موت کے ڈھلوے هو جنهیں بگاڑ دیا جائیگا ، اور هلاکت کی مورتیں هو جنهیں مٹا دیا جائیگا - اور پھر اے وه که تمدن کی بهشت ، علم کے مرغزار ، اور عیش و نشاط زندگی کے حیرت آباد اور اعجوبه زار تھے ! تم کل تک دوسروں کی موت و هلاکت کی خبریں سنتے تھے ، پر آج تمهاری هلاکت کی خبریں پڑھی جائینگی - کل تک تمهارے پاس کرۀ ارضی کی مصیبتوں کا قلم تھا ، پر آج تمهاری مصیبتوں کی تاریخیں مدون هونگی - تم کل تک دوسروں پر ظلم و قهر کرتے تھے پر آج تم پر ظلم کیا جائیگا - تم کل تک دوسروں کیلیے آگ سلگاتے تھے ، پر آج تمهارے لیے جهنم بھڑک رهی هے - تم کل تک صحیفوں اور نوشتوں کیلیے درندے تھے ، پر آج درندوں میں خود چیتوں اور بھیڑیوں نے آپسمیں ایک دوسرے پر پنجه مارا - تم کل تک دنیا کیلیے موت کی بجلی اور هلاکت کی بدلی تھے ، پر آج کوئی نهیں جو تمهیں هلاکت کی بارش اور بربادی کے رعد و برق سے بچا سکے - کل مشرق کی بربادیوں کا تم نے تماشه دیکھا تھا ، آج وه تمهاری هلاکت کو دیکھ رها هے :

فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون ، علی الارائک ینظرون ، هل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون (۸۳ : ۳۶)	پس آج کا دن وه دن هے که مسلمان ارباب کفر پر هنستے هیں اور امن و راحت سے بیٹھے هوے تماشه دیکھ رهے هیں - هاں ! ابتو وه وقت آگیا که انهوں نے اپنے اعمال کا بدله پا یا -

(ماتم انسانیـــة !)

انسان کی سوئی هوئی سبعیت و بهیمیت پھر جاگ اٹھی هے - وه اشرف المخلوقات نه صورت سے آدمی مگر خواهشوں میں بھیڑیا ، محل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلی درندہ ، اور اپنے هاتھه پاؤں سے اشرف المخلوقات ، مگر اپنی روح بهیمی میں دنیا کا سب سے زیاده خونخوار جانور هے ، اب اپنی خونریزی کی انتهائی شکل اور اپنی مردم خواری کے سب سے زیاده برے وقت میں آگیا هے وه کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تهذیب کے دار العلوموں میں انسان تھا ، پر آج چیتے کی کھال اسکے چهرے کی نرمی سے زیاده حسین اور بھیڑیے کے پنجے اسکے دهان تبسم سے زیاده نیک هیں - درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملیگی ، مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی هوگئی هیں - کیونکه وه جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھکر تھا ، اگر سب سے برا اور سب سے کمتر هوجائے تو جس طرح اس سے زیاده کوئی اور نیک نه تھا ، ویسا هی اس سے بڑھکر اور کوئی برا بھی نهیں هوسکتا :

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ، ثم رددناه اسفل سافلین - الا الذین آمنوا وعملو الصالحات فلهم اجرا غیر ممنون - (۹۵ : ٦)	هم نے انسان کو ایک طرف تو بهترین قوتوں کی ترکیب اور اعلی ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا لیکن پھر دوسری طرف بهیمی خواهشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نهایت هی ادنی درجه کی منزل تک بھی لوٹا لائے هاں وه لوگ جو الله پر ایمان لائے اور اعمال صالحه و عادله اختیار کیے ، سو انکے لیے بے انتها اجر هے - کیونکه وه ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلینگے -

شیر خونخوار هے ، مگر غیروں کیلیے - سانپ زهریلا هے ، مگر دوسروں کیلیے - چیتا درندہ هے ، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کیلیے لیکن انسان ، دنیا کا اعلی ترین مخلوق ، خود اپنے هی هم جنسوں کا خون بهانا اور اپنے هی ابناے نوع کیلیے درندہ و خونخوار هے !

و علی ذالک قول بعض شعراء هذا العصر :

ولقد رایت الاسد احسن خلقة
من جنس هذا الظالم المتمرد
الناس تقتل کل یوم بعضها
والاسد تقتل غیرها اذ تعتدی

انسان هی هے جو فرشتوں سے بهتر هے اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کا وسیله بنائے ، اور انسان هی هے جو سانپ کے زهر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیاده خونخوار هے اگر راه امن و سلامتی

کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اُتر آے :

إنا هديناه السبيـــل اما شاكرا و اما كفورا (۳ : ۷۶)

ہم نے انسان کو راہ عمل و ترقی دکھلا دی ہے ' پھر یا تو ہماری ہدایت پر عمل کرنے والے ہیں یا انکار کرنے والے ۔

الم نجعل له عينين ' و لسانا و شفتيـــن ' و هديناه النجديـــن ؟ (۹ : ۹۰)

پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں دیے ؟ بیشک دیے اور خیر و شر کی دونوں راہیں اسے دکھلادیں ۔

یہی انسانیة اعلی اور ملکوتیة عظمی ہے جسکی تقویم و تکمیل کیلیے دین الہی اور شریعة فطری کا ظہور ہوا ' اور یہی پیغام امن ' رہنماے صلح و صلاح ' اور وسیلۂ فوز و فلاح ہے جسکا دوسرا نام " اسلام " ہے - یعنی جنگ کی جگہ صلح ' خون و ہلاکت کی جگہ عمران و حیات ' اور بربادی و خرابی کی جگہ سلامتی و امنیة ہے ' وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوۃ ملکوتی اور فطرہ صالحہ سے کام نہ لے ' تو وہ بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں ہے :

والعصر ' ان الا نسان لفي خسر ' الا الذين آمنـوا وعملو الصالحات و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبـر (۳ : ۱۰۳)

زمانہ اور اسکے حوادث گواہی دیتے ہیں کہ انسان بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں ہے - مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لاے ' اعمال صالحہ اختیار کیے ' اور حق اور صبر کی باھمدگر وصیت کی !

پھر اس سے بڑھکر خسران و نقصان کیا ہوگا جسمیں آج دنیا مبتلا ہے ؟ وہ دنیا جس نے قوتوں کی صقیل کی ' جس نے فطرۃ کے قوانین مستورہ کو بے نقاب کیا ' جس نے عقل و ادراک کے خزانے کھلوا دیے ' جس نے ارتقاے فکر و علو مدرکہ سے دنیا کو علم کا گھر اور دریافتوں اور تحقیقوں کی مملکت بنادیا ' جو علم و مدنیة کے انتہاے عروج سے متوالی ہوگئی ' جو قوتوں کے حصول کے نشے سے بد مست ہوکر مغرورانہ جھومنے لگی ' جس نے کہا کہ انسان کے سوا کچھہ نہیں ' اور جس نے اعلان کیا کہ مادہ کے اوپر کوئی نہیں - کیا آج اسکا یہ علم اعلی ' یہ مدنیة عظمی ' یہ ایجادوں کا ڈھیر ' یہ مخترعات کا انبار ' یہ بے شمار کتابوں کی جلدیں ' اور یہ لا تعد ولا تحصی دماغوں کے افکار عالیہ و مدنیہ ' ایک لمحہ ' ایک دقیقہ کیلیے بھی اس ہولناک بربادی ' اس خوفناک تصادم ' اس وحشت انگیز خونخواری ' اس خون کا سمندر بہانے والی ' اور لاشوں کے جنگلوں کو بھر دینے والی جنگ کو روک سکتے ہیں ' اور نوع انسانی کو عالمگیر نقصان و ہلاکت سے بچا سکتے ہیں ؟ کیا قانون کشش ثقل جس پر نئے علم کو ناز ہے ' اس سے بچالیگا ؟ کیا قوت برقی کا کشف اسے روکدیگا ؟ کیا بھاپ اور اسٹیم کی ایجاد کچھہ سفارش کریگی اور انسان کو ہمگینی سے بچا لیگی ؟ آہ ! یہ ایجادات محیرہ ' یہ مخترعات مدھشہ ' یہ مصنوعات منورہ ' جس پر مدنیة کو ناز اور علم انسانی کو غرہ ہے ' امن و سلامتی کی جگہ خود ہی ہلاکت اور بربادی کا وسیلہ ' اور خون اور آگ کی افزایش و تضاعف کا ذریعہ ہیں - اگر پہلے دنیا کیلیے صرف کمان کا تیر اور تلوار کی دھار تھی ' تو آج تمدن کی بدولت ایک ایک سکینڈ میں کئی کئی مرتبہ چھوٹنے والے ہلاکت بار گولے ' اور لمحوں اور منٹوں کے اندر شہروں اور قلعوں کو مسمار کردینے والے آہن پوش جہاز ہیں - پھر اے علم و مدنیة کا شیطان ! کیا تو اسلیے آیا تھا کہ خدا کی آبادی کی ویرانی کو دوگنا اور اسکی ہلاکت کے آلات کو زیادہ مہلک اور لا علاج بنا دے ؟ اور اے انسان کی غفلت اور اے اولاد آدم کی نادانی ! تو کب تک خدا سے لڑیگی ' اور کب تک اسکی زمین کے امن و راحت کو روکیگی ؟ حالانکہ تمدن اور علم تجھے قوی بناسکتا ہے پر نیک نہیں بنا سکتا :

یامعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطـــار السماوات و الارض فانفذوا ' لا تنفذون الا بسلطان ! (۵۵ : ۲۷)

اے مجمع جن و انس ! اگر تمہاری طاقت میں ہے کہ زمین و اسمان کے مدبرات و ملکوت کے اندر سے اپنی راہ پیدا کرکے آگے کو نکل جاو ' تو ترقی کی سعی انتہا کیلیے بھی کوشش کر دیکھو ' مگر بغیر سلطان الہی کے ایسا نہ کرسکوگے اور یاد رکھو کہ وہ قوت تمہارے بس میں نہیں ہے :

(وحشت انگیز تصادم)

اور دیکھو یہ کیسی آگ ہے جو بھڑک اٹھی ہے اور کس طرح تمدن کی حسین و جمیل آبادیاں آگ اور دھویں کی ہولناکی کے اندر ویران ہو رہی ہیں :

یرسل علیکما شواظ من نار و نحاس فـــلا تنصران ! (۵۵ :)

تم پر آگ کا دھواں اور اسکی لپٹ چھاجالیگی ' اور تمہارے پاس کوئی انسانی قوت ایسی نہیں کہ اسکے ذریعہ اس ہلاکت کو دفع کرسکو !

یہ دنیا کی مغرور و فتح مند طاقتوں کی ٹکر ہے ' اور اتنی بڑی انسانی درندوں کی لڑائی ' جتنے بڑے خونخوار اسباع و بہائم آجتک کرۂ ارضی پر پیدا نہیں ہوے - دنیا نے ٹیٹس کے قصے سنے ہیں جس نے یروشلیم کو تباہ کردیا ' دنیا نے بخت نصر کو دیکھا ہے جو بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل لے گیا ' دنیا میں ایرانیوں کے قہر و استیلا کے افسانے سنے گئے ہیں جنھوں نے بابل کو مسمار کردیا تھا ' اور رومیوں کے عہد تسلط و عروج کے ایسے بہت سے فاتح خونریزوں کی روایتیں محفوظ رہی گئی ہیں ' جنھوں نے خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوقوں کو بہت ستایا اور اسکی زمین پر بہت فساد کیا :

و كذالك جعلنا في كل قرية اكبر مجرميها ليمكروا فيها -

اور اسی طرح ہم نے ہر آبادی میں اسکے بڑے بڑے سرکش گنہ گار پیدا کیے تاکہ وہ فتنہ و فساد پھیلائیں -

لیکن خون بہانے کی ایسی شیطانی قوتیں ' آگ برسانے کے ایسے جہنمی آلے ' اور موت و ہلاکت پھیلانے کی ایسی اشد شدید ابلیسیت کو کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی - زمین کی پشت پر ہمیشہ درندوں نے بہت بناے اور اژدہوں نے پھنکاریں ماریں ' مگر نہ تو ایسی درندگی آجتک کسی میں تھی جیسی موجودہ متمدن اقوام کی قوتوں کو حاصل ہے ' اور نہ ابتک ایسا سانپ اور اژدھا پیدا ہوا ' جیسے کہ ان لڑنے والوں میں سے ہر فریق کے پاس ڈسنے ' نگلنے ' اور چیرنے ' پھاڑنے کیلیے عجیب عجیب ہتیار جمع ہیں - پھر اُس اژدہے کو دیکھو جو جنوب سے منھہ کھولے ہوے بڑھرہا ہے ' اُس ہاتھی کو دیکھو جسکی مستک غرور طاقت سے جھوم رہی ہے : سنسمه على الخرطوم - اور جسکے دانت ہلاکت کے دو نیزوں کی طرح نکلے ہوے ہیں ' اُس بھیڑیے کو دیکھو جو مشرقی یورپ کی بھٹ سے چیختا ہوا اٹھا ہے ' اور اُس خوفناک چیتے کو دیکھو جو ڈنمارک اور روس کی سرزمین میں خون اور گوشت کیلیے پلا ہے ! یہ کیسے مہیب ہیں ؟ یہ کیسے خوفناک آلات سے مسلح ہیں ؟ ان سب کا باہم ایک دوسرے پر کودنا اور چیرنا پھاڑنا کرۂ ارضی کا ایسا ہولناک بھونچال ہوگا ؟ ایسا بھونچال جو کبھی نہیں آیا ' ایسا طوفان جو کبھی بھی نہیں آتھا ' ایسی آتش فشانی جو کبھی بھی نہ ہوئی ' اور خداوند کا ایسا غصہ جو ابتک کبھی بھی زمین پر نہ ہوا :

يوم ترجف الراجفـــه ' تتبعها الرادفـــه ' قلوب

وہ ہولناک دن کہ جب زمین کانپ اٹھیگی ' جب ایک بھونچال کے بعد دوسرا

راجفه ' ابصارها خاشعه ' يقولون ءانا لمردودون في الحافرة ' ءاذا كنا عظامــاً نخــــرة ؟ (۷۹ : ۱۰)

بهونچال آئیگا جب انسان کے دل دهڑک اٹهینگے' اور جب انکی هولی نظریں جهک جائینگی' اور وہ کهیں گے کہ کیا هم (دنیا میں اسقدر ترقی کرکے اور آگے بڑهکے) پهر (وحشت و خرابی کی طرف) لوٹائے جائیں گے ؟ اور وہ بهی ایسی حالت میں جب گل سڑ کر کهوکهلی هڈیاں هوجائینگے ؟ (یقین کرو کہ ایساهی هونے والا ہے)

(آلاية الكبرى)

اور دیکهو کہ قدرت الهی کی یہ کیسی هولناک نشانی ہے جو ایام الاهیه کی گذشتہ نشانیوں کو یاد دلاتی هوی ' غفلت کی دنیا اور غرور انسانی کی بستی پر بجلی کی طرح چمکی ہے ' اور رب الافواج کہتا ہے کہ میں اپنے هاتهہ کے جلال صولت اور جبروت انتقام کو نمایاں کرونگا - یہ اسکے اواز کی ایسی گرج اور اسکے دست جلال کا ایسا معذب وار ہے جو هزاروں برسوں کے عصیان و تمرد کے بعد ظاهر هوتا ہے' اور اس بجلی کے مانند جو سبز کهیتوں پر گرتی' اور اس طوفان کی طرح جو یکا یک زمین پر چڑهتا ' اپنا کام پورا کردیتا ہے - یہ اسکا قانون ہے جو همیشہ سے ہے اور ابهی اسمیں تغیر نہیں هوسکتا - اس قانون انتقام و تبدل کے آبادیاں بدلیں' بستیاں اجڑیں' عمارتیں منهدم کیں ' قوموں کو هلاک ' مملکتوں کو ویران' اور بسے بسائے شہروں کو نابود اور نئی ابادیوں سے اپنی زمین کو معمور کردیا !

وكاين من قرية عتت عن امر ربها ورسله فحاسبناها حسابا شديدا وعذبناها عذابا نكرا (۶۵ : ۱۰)

اور کتنی هی آبادیاں تهیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اسکے رسولوں کی صداقتوں سے سرتابی کی اور عصیان و طغیان پر اتر آئے - تب هم نے بڑے هی سختی کے ساتهہ انکے کاموں کا حساب لیا اور بڑے هی سخت عذاب میں گرفتار کیا -

اور وهی قانون ہے جسکے اندر سے خدا کا دست قهار پهر چمکا ہے اور وہ اپنی زمین کے موجودہ مالکوں سے انکے کاموں کا حساب لینا چاهتا ہے جیسا کہ پچهلوں سے لیا گیا !

الم نهلك الاولين ؟ ثم نتبعهم الاخرين ' كذالك نفعل بالمجرمين' ويل يومئذ للمكذبين ! (۷۷ : ۸)

کیا همنے طغیان و عصیان کی پاداش میں اگلی قوموں کو هلاک نہیں کیا ؟ بس اسی طرح هم پچهلی قوموں کو بهی انکی مانند عذاب میں مبتلا کرینگے - یہ همارا قانون ہے کہ اپنے مجرموں کے ساتهہ ایسا هی کیا کرتے هیں- پس اس دن الله کی سچائی کے جهٹلانے والوں پر افسوس !

متمدن قوموں کا غرور انتہائی حد تک پهنچ چکا ہے- طاقتوں اور عجیب عجیب ترقیوں نے انهیں متوالا کردیا ہے - انکو حسب سنن الاهیه زمین کی حفاظت کا منصب دیا گیا - لیکن انهوں نے قوت پا کر جنگ و فساد کی راہ اختیار کی ' اور طغیان و عصیان سے ارض الهی کو بهر دیا : حتى انت الارض من جور الظالمين ' و استغاثت السماء من طغيان الكافرين ' وسمع رب العزة انين المظلومين و بكاء الباكين : و اوحى اليهم ربهم لنهلكن الظالمين -

پس ضرور تها کہ غرور و طغیان کیلیے کوئی حد هوتی - عجب نہیں کہ مهلت ختم هوگئی هو ' اور کچهہ اچنبها نہیں اگر ارض الهی کے امن کیلیے ' بندگان خدا کی راحت کیلیے ' اور کمزوروں کو سکهہ کی نیند سلانے کیلیے انکا خون انهی کے هاتهوں بهایا جائے جنهوں نے دوسروں کا خون اپنے هاتهوں بهایا ' اور اس طرح عدالة الهی ان قوتوں کا حساب لے جو صدیوں سے تمام دنیا کے اعمال کا حساب لے رهی هیں :

و نريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثين (۲۸ : ۲۶)

هم نے ارادہ کیا کہ جو لوگ کمزور و ضعیف کیے گئے ان پر احسان کریں' انهی کو سرداری اور برتری بخشیں ' اور انهی ناتوانوں کو طاقتور انسانوں کا وارث بنالیں -

یہ دنیا کا غرور طاقت ہے جو اب رنگ لایا ہے ' یہ قوت اور سیادت ارضی کی وہ غذا ہے جو اس کے بڑے هی حرص و طمع سے کهالی پر هضم نہو سکی ' اور اب اسی کا فساد اسکی تندرستی کیلیے مہلک ثابت هوا ہے :

فذاقت وبال امرها وكان عاقبة امرها خسرا (۶۵ : ۲۶)

بالاخر انکے اعمال کا وبال انکے آگے آیا اور وہ گو طاقت اور عظمت میں بہت بڑهچکے تهے لیکن انجام کار گهاٹا هی گهاٹا هوا -

(ذالك بما قدمت ايديهم !)

یورپ کا تمدن ' اسکی طاقت ' اسکا جنگی اقتدار ' اسکے عجیب عجیب اسلحہ ' اور برباد کن هولناکیاں ' اسکے مهیب جهاز' اور کئی کوروڑ تک پهنچ جانے والی متعدد فوج ' ایسی قاهر و جابر تهی کہ اسکی تنبیہ کیلیے خود انهی کے سوا اور کوئی نہیں هوسکتا تها - انهوں نے اپنے سوا هر قوت کو پامال کیا ' اور اپنے سوا اور کچهہ رهنے نہ دیا ' پس کون تها جو انکے مقابلے میں نکلتا اور دنیا میں کس کا هاتهہ اتنا قوی تها جو انکے آهنی پنجوں پر پڑتا ؟ وہ کہ سب سے بڑے هوگئے تهے ' انکے لیے وہ لوگ کیا کام دیسکتے تهے ' جو آج سب سے چهوٹے هوگئے هیں ؟ انکے جهازوں کے مقابلے کیلیے انکے جهازوں سے بڑهکر جهاز چاهیے تهے ' مگر وہ کہاں بنتے ؟ انکی توپوں کیلیے انکی توپوں سے زیادہ هلاکت بار توپیں درکار تهیں ' مگر وہ کہاں ڈهلتیں ؟

پس جب زمین پر انسے بڑهکر اور کوئی نہ تها جسکے اندر سے خدا کا هاتهہ ظاهر هوتا تو دیکهو کہ حکمت الهی نے کس طرح خود انهی کو انپر مسلط کردیا ' اور اسکی یہ تدبیر کی کہ باهمی جنگ و قتال میں مبتلا هوگئے - اب انکا هولناک تمدن جسکو ایک هزار سال کے اندر انهوں نے طیار کیا تها' انهی کی تخریب میں کام آیا ' اور انکی هر ترقی اور هر بڑائی خود انهی کیلیے وسیلۂ تعذیب هوئی - اگر انکی توپوں سے بڑهکر دوسروں کے پاس توپیں نہ تهیں' تو انهی کی توپوں کے گولے انکے لیے اوڑنے لگے - اگر انسے بڑهکر جنگی جهاز دوسروں کے پاس نہ تهے' تو وهی جهاز انکے مقابلے کیلیے سمندر میں تیرنے لگے - هر پتهر جو انهوں نے اٹهایا ' خود انهی کے لیے اوڑا ' اور هر آلہ جو انهوں نے طیار نہیں وہ انهی کے لیے متحرک هوا - انهوں نے بڑا سامان کیا تها' مگر خدا کا سامان سب سے بڑا ہے :

انهم يكيدون كيدا ' و اكيد كيدا ' فمهل الكافرين امهلهم رويدا (۵۶ : ۱۲)

یہ لوگ اپنا داؤ کر رهے تهے اور هم اپنا داؤ کهیل رهے هیں ' پس منکروں کو مهلت لینے دو ' زیادہ نہیں - تهوڑی سی -

(یہ کون هیں ؟)

یہ کون هیں جو آپسمیں خون اور هلاکت کرنے کیلیے دوڑے هیں ؟ یہ وہ هیں جنهیں " امن کے شہزادہ " نے انکے اولین ظہور کے وقت

وعظ سنایا تھا ' جبکہ وہ گلیل اور یہودیہ اور یروش پہاڑ کی بھیڑ کو دیکھکر کوہ زیتون پر چڑھگیا ' اور اس نے اپنے شاگردوں کیلیے تعلیم دی :

" مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں ' کیونکہ وہ آسودہ ہونگے - مبارک ہیں وہ جو دل کے حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کو ورثہ میں پائینگے ' مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ انپر رحم کیا جائیگا ' مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں' کیونکہ وہ خداکے بیٹے کہلائینگے (متی ۵ : ۱۰)

پس یہ غریب ہیں' حلیم ہیں ' رحم دل ہیں ' زمین پر صلح اور امن کرانے کیلیے خداوند کے بیٹے ہیں' کیونکہ انھیں کہا گیا تھا :

" تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ خون نہ کرنا ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ سزا کے لائق ہوگا - (متی ۵ : ۲۱) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا (۵ : ۲۳) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنے پڑوسی کو پیار کرو ' اور اپنے دشمن سے عداوت رکھہ ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور اپنے ستانے والوں کیلیے دعا مانگو ' تا کہ تم اپنے آسمانی باپ کے بیٹے ٹھہرو " (۵ : ۴۴)

پس یہ ہے اس مقدس تعلیم کا آخری ظہور جو دنیا کے سامنے ہے' اور یہ ہے وہ پاک امانت جو شہزادۂ امن نے اپنی نسل کو دی' تا کہ وہ آسمانی باپ کے بیٹے کہلائیں انکو محبت کا ' حلم کا ' تحمل کا ' صلح و آشتی کا پیغام دیا گیا تھا ' اور کہا گیا تھا کہ یہودیوں کو خون کرنے سے روکا گیا مگر ایک مسیحی اپنے بھائی پر غصہ بھی نہیں کریگا ' وہ شریر کے مقابلہ سے بچیگا ' اور دشمن تک کو پیار کریگا - مگر آج " مسیح " دنیا میں نہیں ہے جو دیکھے کہ خداوند کے بیٹے کہلانے والے کس طرح خداوند کی زمین کی سب سے بڑی خونریزی کیلیے اٹھے ہیں ' اور خون بہانے کے ایسے ایسے ہتیار انکے کاندھوں پر ہیں ' جو زمین نے اجتک نہ دیکھے تھے -

آہ ' آج انکا وہ حال ہو گیا ہے جس کی زبور میں خبر دی گئی ' جسکے لیے یشعیاہ نبی نے نبوت کی ' جسپر یرمیاہ نبی نے نوحہ پڑھا ' جسپر خرقی‌ایل نے ماتم کیا ' اور جسکے لیے ملاکی نبی نے آخری آنسو بہاے - یہ سب کچھہ یہودیوں کیلیے اس سے زیادہ نہ تھا ' جتنا آج خود انکے لیے ہو سکتا ہے ' جو یہودیوں کو اس حالت سے چھڑانے آئے تھے :

" کوئی راستباز نہیں - ایک بھی نہیں - کوئی خدا کا طالب نہیں - ایک بھی نہیں - سب گمراہ ہیں - سب بیکار ہو گئے - کوئی بھلائی کرنے والا نہیں - ایک بھی نہیں - انکا گلا کھلی ہوئی قبر ہے - انکے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے - انکا منہہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے - انکے قدم خون بہانے کیلیے تیز ہیں - انکی راہوں میں تباہی اور بد حالی ہے - وہ سلامتی اور امن کی راہوں سے واقف نہ ہوے - انکی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں "

(زبور ۱۴ : ۱ - یشعیاہ ۵۹ : ۷)

برطانیہ کا بیڑہ

انگلستان کی جسقدر بحری طاقت آبناے جزائر برطانیہ میں موجود ہے ' وہ تین بیڑوں میں منقسم ہے :

پہلے بیڑے میں ایک نشان کا جہاز اور چار اسکواڈرن ہیں - اسکواڈرن ایک بحری اصطلاح ہے جسکا اطلاق جہازوں کے اس خاص مجموعہ پر ہوتا ہے جو ایک چھوٹے علم بردار کے ماتحت ہوتا ہے -

دوسرے اور تیسرے بیڑے میں صرف دو دو اسکواڈرن ہیں - یہ اسکواڈرن بیٹلشپ (جنگی جہاز کی ایک قسم) سے مرکب ہیں -

(پہلا بیڑا)

پہلے بیڑے کے اسکواڈرن میں جتنے جہاز ہیں وہ سب کے سب ڈریڈناٹ وضع کے ہیں - " آئرن ڈیوک " ایک نشان بردار جہاز کا نام ہے - اسمیں ۱۳ - ۵ ' انچ ' اور ۱۳ - ۶ ' انچ کی توپیں ہیں - ڈریڈناٹ " مارل برو " نامی اور بعض پرانی وضع کے ڈریڈناٹوں میں ۱۲ انچ کی توپیں ہیں -

دوسرے بیٹل اسکواڈرن میں جو دنیا میں جہازوں کا سب سے زیادہ یک رنگ اور قوی مجموعہ ہے ' " جارج ہفتم " اور " اوری " جہاز ہیں - ان میں سے ہر ایک میں ۱۳ - ۵ ' انچ کی توپیں ہیں -

چوتھا بیٹل کروزر اسکواڈرن میں اسوقت صرف چار جہاز ہیں ' جنمیں سے تین تو پرانی وضع کے ڈریڈناٹ ہیں اور چوتھا " آگا میمنن " ہے -

تیسرے بیٹل اسکواڈرن میں " شاہ ایڈورڈ " نامی ۸ - جہاز ہیں - یہ آٹھوں جہاز آہن پوشی ' اسلحہ برداری ' اور سرعت رفتار میں برابر ہیں اور سب سے آخر بن قسم کے پری ڈریڈناٹ کی قسم اور درجے میں انکا شمار ہے ' اور معرکہ آرائی میں ابتدائی ڈریڈ ناٹوں کے برابر سمجھے جاتے ہیں -

ان چار اسکواڈرنوں کے ہمراہ اس بیڑے میں پہلا بیٹل کروزر اسکواڈرن جسمیں " لوائن " نامی جہاز بھی شامل ہے - دوسرا بیٹل کروزر اسکواڈرن ' اور تین اور جہاز بھی ہیں - اسکے علاوہ چار تارپیڈو فلوٹیلا بھی ہیں اور تیسرے میں سب سے آخری وضع کے جہاز ہیں - یہ بیڑہ عموماً هاروچ اور نوارے میں رہتا ہے -

(دوسرا بیڑہ)

اسمیں دو بیٹل اسکواڈرن ہیں - انکے علاوہ پانچویں اسکواڈرن میں " فوار مڈایبل " نامی جہاز کے درجہ کے آٹھہ جہاز ہیں ' اسلیے اسکو بھی شاہ ایڈورڈ نامی جہازوں کے اسکواڈرن کے مثل سمجھنا چاہیے - گو یہ طاقت میں ان سے کسیقدر کم ہے - دو کروزر اسکواڈرن اور پیٹرول فلوٹیلا بھی ہیں مگر پٹرول فلوٹیلا آخر ترین وضع کی تارپیڈو کشتیاں ہیں -

دوسرے بیڑے کو پوری طاقت پہنچانے کے لیے ۵ ہزار آدمیوں کی ضرورت ہے -

(تیسرا بیڑہ)

تیسرے بیڑے میں بھی بیٹل شپ جہاز جو عموما ساحل میں پڑے رہتے ہیں اور کچھہ کروزر کے اسکواڈرن ہیں جو بحری تعلیم و تربیت میں کام آتے ہیں - ساتواں بیٹل اسکواڈرن جس پر دو سال تک امیر البحر اپنا علم بلند رکھتا ہے ' آٹھہ پرانی وضع کے جہازوں سے مرکب ہے - یہ جہاز " مجیسٹک " نامی جہاز کی وضع پر بنے ہیں ' اور وزن ' آہنی چادروں ' اسلحہ وضع ' اور شکل میں ڈریڈ ناٹ جہازوں سے بالکل مختلف ہیں -

اسئلة واجوبتها

اولياء الله و ارتقاء روحاني

(از جناب مولوی محمد عمر صاحب تهانوي)

صحيفهٔ الهلال میں سال جدید سے جو سلسله مقالات افتتاحیه کا به عنوان " اولياء الله و اولياء الشيطان " شروع هوا تها ' اس مضمون کے ایک خاص حصه کے متعلق کسي قدر مزید شرح و تفصیل کا بهي طالب هوں - مضمون کے دوسرے نمبر میں جناب نے تحریر فرمایا هے که " اولياء الله سے مقصود کوئي خاص مصطلحه جماعت نهیں هے جیسا که سمجها جاتا هے - بلکه قران کریم تمام مومنین صادقین کو اولياء الله کے لقب سے پکارتا هے - البته جو لوگ تزکیه نفس اور اعمال صالحه کے ذریعه تقرب الى الله کي راه اختیار کرتے هیں ' وه ارتقاے روحاني کے ماتحت مختلف مدارج و مراتب میں سے گذرتے هیں ' اور اية و من يطع الله الخ میں انهي کا ذکر کیا گیا هے "

لیکن گذارش هے که " ارتقاے روحاني " سے مقصود کیا هے اور اسکا ذکر قران کریم میں کیونکر کیا گیا هے ؟

الهـــلال :

رمضان المبارک اور جنگ یورپ کي وجه سے مقتضيات وقت بدل گئے ' اور مقالات افتتاحيه کي جگه دوسرے مضامین نے لے لي ' اسلیے سلسلهٔ " اولياء الله " غیر مکمل رهگیا - اب باب التفسیر کے سلسلے میں اسے بعنوان اکمل و احسن پورا کرنے کي کوشش کرونگا -

جناب نے " ارتقاے روحانی " کے متعلق سوال کر کے ایک بهت هي طولاني بحث چهیڑ دي هے - جو بغیر ایک مستقل و مبسوط مضمون کے ممکن نهیں - مختصراً چند اشارات پر اکتفا کرونگا :

(ارتقـــاے روحانی)

قرآن کریم کے مطالعه و تدبر سے واضح هوتا هے که اولياء الرحمن اور اولياء الشيطان کے مختلف درجے اور مرتبے هیں ' اور به لحاظ اپنے اعمال و خصائص اور تعلق و نسبت کے یه دونوں جماعتیں ایمان و نفاق ' اسلام و کفر ' اور تقوی و فسق میں گهٹتي بڑهتي رهتي هیں -

" اولياء الله " کا گروه جس قدر محبت الهي او و انقطاع ماسوي الله میں ترقي کرتا هے ' اتنا هي اسکے اعمال میں اخلاق الهي اور نور رباني کا ظهور بهي ترقي کرتا هے ' اور اسکي روح فیضان الهی سے نزدیک تر هوتي جاتي هے - یهانتک که تکمیل مرتبهٔ انسانیهٔ تک اسکا ارتفاع هوجاتا هے - اور یهي " صراط مستقيم " اور " دين قيم " کا آخري مرتبه هے -

اسي طرح اولياء الشيطان بهي جسقدر اپنے مرکز شقاوت و خباثت سے قریب تر هوتے جاتے هیں اور انکي روح او مقام ایمان بالله و ذهاب الى الله سے بعد هوتا جاتا هے ' اتنا هي کفر و نفاق اور فسق وعدوان میں بهي ترقي کرتے جاتے هیں ' اور اسي ترقي کي نسبت سے انکے مختلف درجے اور مرتبے هیں - پهلا گروه الله کي طرف بڑهتا هے - اسلیے اسکو الهي منزلیں پیش آتي هیں اور اُن راهوں میں سے هوکے گذرتا هے جو الله کے دوستوں کي راهیں هیں - لکن دوسرے گروه کا رخ قواء شيطانيه کي طرف هوتا هے اسلیے اُسے ابلیسي منزلیں پیش آتي هیں اور اُن راهوں کو اختیار کرتا هے جو شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کی راهیں هیں - پس اولياء الله جسقدر الله سے محبت کرنے اور غیر الله سے کٹنے میں ترقي کرتے جاتے هیں ' اتنا هي مدارج سیر الى الله میں بهي بڑهتے جاتے هیں - اسي طرح اولياء الشيطان یا اصحاب النار جسقدر شیطان سے عشق کرتے اور اسکے لیے اور اسکے کاموںکے لیے خدا کو چهوڑنے اور خدا کے کاموں سے دشمني کرنے میں دلیر اور جري هوتے جاتے هیں ' اتنا هي ذهاب الى الشيطان میں انکے ابليسي مراتب کي بهي ترقي هوتي جاتي هے : يعدهم و يمنيهم وما يعدهم الشيطان الا غرورا

اگر تم کهتے هو که انسان کے جسم کي ترقي اور تکمیل کیلیے دنیا میں " قانون ارتقاء " جاري هے ' اور اس نے ایک رینگنے والے کیڑے کو ترقي دیکر بتدریج انساني جسم و شکل کے حسن و جمال تک پهنچا دیا هے ' تو پهر انسانی روح کی ترقي تکمیل کیلیے کیوں کوئی قانون ارتقاء تسلیم نهیں کرتے ' اور کیوں انسان کي معنوي زندگي کو ادنی مرتبه سے اٹهکر اعلی مراتب **حيات الاهيه** تک پهنچنے نهیں دیتے ؟

في الحقيقت وه " قانـــون ارتقـــاء " جسو لا مارک ' هلیر ' ابن مسکویه ' او و ڈارون نے دریافت کیا هے ' صرف مخلوقات کے جسم هي تک محدود هے - وه کچهه نهیں بتلاتا که ارتقاء کي یه زنجیر هیکل انساني کی کڑي تک پهنچکر پهر کهاں چلي جاتی هے ' اور اسکے بعد بهي ارتقاء کے مدارج باقی رهتے هیں یا نهیں ؟ لیکن وه قانون ارتقاء جسے محمد الرسول الله نے دریافت کیا (صلے الله علیه و سلم) وه بتلاتا هے که بلاشبه انسانیت کے مرتبه تک پهنچنے کے بعد " ارتقاء جسمي " تو ختم هو جاتا هے لیکن اسکے بعد ایک " ارتقاء روحانی " کا سلسله شروع هو جاتا هے ' اور جسم حیواني کو انسان کا هیکل اختیار کرنے کے بعد بهي انسان بننے کیلیے بهت کچهه بننا اور ترقی کرنا باقی رهتا هے :

يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ' والله بما تعملون خبير ! (٥٨ : ١٢)	جو لوگ تم میں سے ایمان لاے اور جن لوگوں نے علم حق حاصل کیا ' سو الله تعالى انکے مدارج کو ترقي دیتا هے اور ارتفاع بخشتا هے -

یهي مدارج هیں جو اولياء الله او و اصحاب النار کے ذهاب الى الله کي مختلف منزلیں هیں - ایمان بالله او و محبت الهي اس ارتقاء روحاني کی اصل هے ' او و ارتقاء انساني کے معني یه هیں که الله پر ایمان و ایقان ترقي کرے ' اور الله کي ولایت اور دوستي اپنے اونچے مرتبوں اور مقاموں تک بلند هو جاے :

اليه يصعد الكلم الطيب و العمل الصالح يرفعه - (٣٥ : ١١)	کلمات طیبه و صالحه الله هي کي طرف بلند هوتے هیں اور وه عمل صالح کرنے والوں کو ارتفاع بخشتا هے -

اس آية کریمه میں دو چیزیں بیان کي هیں : " کلم الطيب " او و " عمل صالح " پس انسانیت کي تکمیل و ارتقاء کي بنیاد بهي یهي دو چیزیں هیں - " کلم الطيب " سے مقصود ایمان بالله هے ' اور " عمل صالح " - سے مقصود انسان کے وه تمام کام جو صحت و اصلاح اور عدل و حقیقت کے مطابق هوں - فرمایا که ایمان بالله صعود کرتا هے اور بلند هوتا هے ' اور عمل صالح کو خدا اونچے درجوں تک لیجاتا هے -

یهي ارتقاء روحی هے جسکو قران کریم نے " نعمة " او و " انعام " کے لفظ سے تعبیر کیا هے ' اور اپنے فاتحه الكتاب میں (که تمام قران اسي متن کي شرح هے) مومنوں کو یه دعا سکهلائي هے :

اهدنا الصراط المستقيم : صراط الذين انعمت عليهم !	خدایا ! همیں صراط مستقیم پر چلا ' وه صراط مستقیم جو اُن لوگوں کي راه هے جن پر تو نے انعام کیا !

مقالات

تربیت اطفـــال کا ایک صفحه

فوجی اور اخلاقی تعلیم کا ایک معتدل مجموعه

بواے اسکوٹ سسٹم

قوموں کی ترقي کے لیے تعلیم سے زیاده تربیت اهم هے ' بلکه سچ یه هے که اسوقت تک تعلیم مفید نہیں هو سکتي جب تک که اسکے ساتهه صحیح اور با اصول تربیت بهي نه هو -

تربیت کا اصلي وقت بچپن هے - اسلیے که اسوقت بچه کا مزاج ایک غیر متشکل ماده هوتا هے ' جس کا اچهے یا برے قالب میں ڈهالنا مربي کے اختیار میں هوتا هے - اسلیے جو قومیں زنده هونا چاهتي هیں یا اسوقت زنده هیں اور آئنده بهی زنده رهنا چاهتي هیں ' وه ان معصوم هستیوں کی تربیت غور و اهتمام اور اعتناء کامل کے ساتهه کرتي هیں جنکا نام آینده چلکے قوم هوگا -

صحیح تربیت کیا هے ؟ وه نظام پرداخت جسمیں اخلاق ' دماغ ' اور جسم' تینوں کی پرورش و بالیدگي پیش نظر هو - کیونکه جس طرح اس کارزار حیات میں زنده رهنے کے لیے معلومات میں وسعت اور افکار و خیالات میں روشني کي ضرورت هے ' اسیطرح بلکه اس سے کئي چنـــد زیاده نظـــر میں ترفـــع ' حوصله میں بلندي ' اراده میں جزم ' نیتوں میں اخلاص ' عمل میں ایثار ' دل میں شجاعت ' اور جسم میں صحت و قوت کي بهي ضرورت هے - پس جو نظام تربیت ان صفات کے اشخاص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں وه نه صرف ناقص هے بلکه ایک داخلي خطره هے جو قومي حیات کے لیے تمام خارجي خطرات و اعداء سے کہیں زیاده مہلک و قاتل هے - کیونکه ناقص تعلیم و تربیت قومي زندگي کی بنیاد کو کهوکهلا کر دیتي هے ' اور جب کسي عمارت کی بنیادیں اندر سے خالي هو جائیں تو پهر اسکا انجام معلوم !

(هندوستان کی نئی نسل)

آج هندوستان میں جس قسم کی تعلیم و تربیت دی جارهی هے اسکے نقائص بار بار مدبرین تعلیم تک کی زباني بیان میں آچکے هیں - اس تعلیم و تربیت سے ایک طرف تو دماغ کا مبلغ علم چند کتابوں کی سطح سے آگے نہیں بڑهتا ' دوسري طرف جسماني قوتوں اور اخلاقي محاسن کے نشو و نما کا اسمیں کوئی انتظام نہیں -

هم ایک تعلیم یافته هندوستاني خصوصاً مسلمان تعلیم یافته کا جب تصور کرتے هیں جسنے نئے عہد تربیت میں نشو و نما پائي هے تو ایک ضعیف البصر ' نحیف الجثه ' کمزور دل ' محروم الحس ' اور اپنے تمام قومی اور مذهبي شعائر و خصوصیات سے متنفر انسان کي مکروه تصویر آنکهوں میں پهر جاتي هے !

لیکن جس معلم کی تربیت کے نتائج هندوستان میں به نظر آتے هیں ' وهي جب اپنے گهر میں فرائض تعلیم و تربیت انجام دیتا هے تو اسکے نتائج عموماً تندرست طاقتور ' شجاع ' جاں نثار ملک ' اور سر فروش وطن اشخاص اور بسا اوقات اعاظم ابطال و اکابر امجاد کي شکل میں ظاهر هوتے هیں !

اس اختلاف حالت کے اسباب کیا هیں ؟ اس سوال کے جواب کے لیے اس نظام تربیت و تعلیم کا مطالعه کرنا چاهیے جو یورپ اور علی الخصوص انگلستان اپنے لیے اختیار کرتا هے -

(بواے اسکوٹ سسٹم)

بواے اسکوٹ سسٹم جو اس مضمون کا موضوع بحث هے ' انگریزي تربیت کا ایک نو پیداوار مگر مقبول عام اور سریع الانتشار نظام هے - بواے اسکوٹ جسکو بچوںکي فوج کہنا چاهیے ' درحقیقت اخلاقي اور فوجي تعلیم کا ایک بہترین مجموعه هے ' جسمیں دونوں قسم کی زندگیوں کي خوبیوں کو هر طرح کے نقصانوں اور خطروں سے پاک کر کے یکجا کردیا هے -

في الحقیقت یہي فوجي زندگي هے جسکے اشغال قومي تربیت کی اصلی روح هیں ' اور یہی روح هے جس سے هندوستان کا کالبد بالکل خالي هے -

فوجی زندگي پر تمدن کي ترقي کا اثر همیشه برا پڑا هے - جب کسي قوم میں تمدن آتا هے تو جسقدر تمدن بڑهتا جاتا هے اسیقدر جنگي جوش گهٹتا جاتا هے ' ایسا هونا ایک قدرتی امر هے - کیونکه فوجي

(بقیۀ مضمون صفحه ۱۳ کا)

" تو نے انعام کیا " یعنے جن اولیاء الله کو مقام الاهیه و منازل ربانیه میں ارتقاء و صعود کي تو نے توفیق دي - دوسري جگه ان لوگوں کي نسبت صاف صاف تصریح کردي هے ' اور ارتقاء روحاني کے چار درجے بتلادیے هیں : و من یطع الله والرسول فاولائك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء والصالحین و حسن اولائك رفیقـــا

اس آیـة کریمه میں صاف صاف بتلا دیا هے که اس ارتقاء روحانی کے چار درجے هیں جو اوپر سے شروع هوتے هیں :

(۱) نبوت -
(۲) صداقت -
(۳) شهادت
(۴) صالحیة -

پس یه ارتقاء عمل صالح کے درجے سے شروع هوتا هے ' اور مقام نبوت کے فیضان پر ختم هوجاتا هے - " اولیاء الله " جس قدر اپنے اعمال حسنه اور تزکیه نفس و اتقاء میں ترقی کرتے هیں ' اتنا هي مقام نبوت کے انوار و تجلیات سے بهره اندوز هوتے جاتے هیں -

صحیح بخاري کي حدیث ولي میں اسي طرف اشاره هے ' حضرة فاروق رضي الله عنه کو اس ارتقاء کے مرتبۀ " محدث " کي خبر دیگئی ' تصریحات کتاب و سنت اس بارے میں بے شمار هیں - منتظر رهیے تاکه ایک مستقل مضمون لکهنے کی مهلت ملے - اس بارے میں اس عاجز کے سامنے بعض عجیب و غریب اور نادر و اهم بیانات قرانیه و تصریحات نبویه هیں ' جنکا اظهار بغیر مبسوط بحث و نظر کے ممکن نہیں

زندگی محنت کشی' سنگدلی ' خونخواري' اور نا عاقبت اندیشی کی طالب هے ' اور تمدن اپنے ساتهه جو چیزیں لاتا هے وہ علم ' راحت طلبی ' تن آسانی ' عشق پرستی ' انجام اندیشی ' اور حب نفس و مال هے -

چنانچه اس وقت یورپ کی مختلف قوموں میں جس نسبت سے تمدن ترقي کر رها هے' اسي نسبت سے انکے جنگي جوش اور فوجي زندگي میں بهي تنزل هو رها هے ' اور اگرچه یورپ کے ایک متمدن سپاهي کا جسم پر شوکت پوشاک اور تازہ ایجاد اسلحه سے آراسته هوتا هے ' مگر اسکا سینه اس دل سے خالي هوتا هے جو افریقي سپاهي کا اصلي هتیار هے - هر حکومت اسکو محسوس کر رهي هے اور اسکے تدارک کي فکر میں هے ' مگر عموما جسقدر تدبیریں کي جا رهي هیں' وہ اسلیے چنداں سودمند نهیں هوتیں که انکا استعمال اسوقت هوتا هے جب طبیعت کے صفحۂ سادہ پر تمدن کا نقش بیٹهه جاتا هے -

یهي غلطي هے جس کا انسداد بواے اسکوٹ سسٹم کا اصلي مقصد هے -

بچوں کي تعلیم و تربیت کا اصلي گر یه هے که ان قدرتي قوی اور میلان سے کام لیا جاے جو بچے اپنے ساتهه لیکے پیدا هوتے هیں - اس اصول پر ان سے جو کام لیا جاتا هے' آسے هنسی خوشي بجالاتے هیں' اور چونکه بطیب خاطر کرتے هیں' اسلیے جلد کامیابي اور ترقي هوتي هے - اسي نکته کو نظیري نے اپنے شاعرانه انداز میں بیان کیا هے :

درس وفا اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعه بمکتب آورد طفل گریز پاے را

(مسٹر بیڈن پاویل)

براے اسکوٹ سسٹم کا سنگ بنیاد یهي اصول هے سب سے پہلے مسٹر بیڈن پاویل نے اسکي ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے قیام کیلیے ملک کو توجه دلائي - مسٹر فلیپ گبس اس نظام کے آغاز پر بحث کرتے هوئے "گریفک" میں لکهتے هیں -

" اسکو (Baden-Powell بانيِ نظام کو) اپنا عهد طفلي یاد تها - اور اب وہ بڑا هوگیا تها - جنگ اور موت کو انکي حقیقي خوفناک شکلوں میں دیکهه چکا تها ' اسے اپنے تندرست بچپن کے وہ شاندار خیالات یاد آگئے ' جبکه وہ ریڈ انڈین کے نقش قدم پر چلتا تها ' اور کینسنگٹن کے مرغزاروں میں شکار کهیلا کرتا تها -

اس نے اپنے ذهن ثاقب کي ایک نوري تابش سے یه محسوس کیا که بچوں کي زندگي کا آغاز منچلے پن کي روح سے هوتا هے جو تخیل کے حدود کے اندر محدود هوتي هے - پس اگر کوئي ایسا نظام ترتیب دیا جاے جو بچونکو ادب نفس' (سیلف ڈسپلن) عزت ' همت ' اور مطمح نظر پر اعتقاد و اعتماد کي تعلیم دے ' تو یه میدان طبیعي قابو میں آسکتا هے اور پهر اس سے نهایت مفید کام لیے جاسکتے هیں " -

(نظام کار)

اس نظام کا مایه خمیر کیا هے ؟ کیا مشاغل تجویز کیے گئے هیں ؟ انکي طرف کیونکر رهنمائي هوتي ؟ ان تمام سوالوں کے جواب میں مسٹر گبس لکهتے هیں :

" اس نے اپنے کیمپ اور جهازي کي زندگي اور شکاروں اور معرکه آرائیوں کے تجارب سے کهیل تجویز کیے جو ایسي عملي معلومات سے لبریز تهے جنهیں بچے پسند کرتے هیں اور جن سے انهیں شب کو ستارے پهچاننا ' اوقات اور راسته معلوم کرنا ' اپني آنکهوں کو ان حقیر چیزوں کیلیے کهلا رکهنا جو راستوں اور کهیتوں میں چلتے وقت پڑي ملتي هیں' کهلے میدانوں میں اپنے هاتهه سے اپنا کهانا پکانا ' بغیر دیاسلائي کے آگ جلانا ' اپنے رفیق کا سراغ اسکے نقش قدم یا کوئي پڑي شے سے لگانا ' عمدہ گرہ لگانا ' ایک اچها نقشه کهینچ ڈالنا ' غرض اسی طرح ان ایک هزار ایک کاموں کو سیکهنے کا موقعه ملتا هے' جو بکري کي کهال کے دستانوں' اسفلٹ کي گچکاري' اور تمدن کے زچه خانوں کے بنے هوے راستوں کي ایجاد سے پہلے هر شریف آدمي کي تعلیم میں داخل تهے "

" چونکه اسے خود اپنا بچپن یاد تها - اسلیے اسے یه معلوم تها که بچے مخفي اشارات اور علامات و نشانات [بیج] جنگي آوازوں ' اور اس قسم کي دوسري چیزوں کے عاشق هوتے هیں - اس نے یه سب چیزیں اپنے نظام میں رکهیں اور انکی مختلف جماعتوں کو مختلف حیوانات مثلاً بهیڑیا ' ریچهه ' عقاب' وغیرہ وغیرہ میں تقسیم کرکے هر ایک کے لیے ایک خاص علامت اور ایک مخصوص علم مقرر کیا تاکه هر بچه اپنے جرگے کے لڑکوں کو پهچانسکے "

" آنکهه اور هاتهه کي مهارت ' نجاري کي تعلیم ' کاشت کاروں کے کام ' نهر' دریا ' اور کمپ کے هنر یه چیزیں هیں جو ان بچوں کي بٹالین میں جوهر شمار کي جاتی هیں "

" نشان (بیج) وہ اسوقت حاصل کرسکتا هے جو سیمافور (ایک قسم کا آله هے) کے ذریعه ایک پهاڑي سے دوسري پهاڑي پر اطلاع دیسکتا هے ' یا گهوڑے کي ٹوٹي هوئي نعل جلد لگا سکتا اور پهر دوسري نئي باندهسکتا هے' یا ایک درخت کو جلد کاٹ سکتا هے یا ایک خیمه کو بهتر اور جلد نصب کر دے سکتا هے " -

(اخلاقی آمیزش)

لیکن جسطرح جنگي نظام اپنے اندر گونه گوں فوائد رکهتي هے اسیطرح اسمیں بعض نقصان و مضرات بهی هیں - سب سے بڑا عیب یه هے که اس سے انسان میں سنگدلی' تند خوئی' ستمراني' انتقام پسندي ' اور اسی قسم کے دیگر اخلاق فاسدہ پیدا هوجاتے هیں -

بیڈین پاویل کا مقصد درندہ نما انسان پیدا کرنا نه تها بلکه وہ ایسے قوي ' تندرست ' اور شجاع شهري پیدا کرنا چاهتا تها' جو اپني اور اپنے وطن کي آزادي کے حامي و محافظ اور اپني سوسائٹي کیلیے مفید و کار آمد رکن هوں -

اسلیے اس نے اس بادۂ تند و تلخ میں اخلاق کے عرق گلاب کي اس اندازہ سے آمیزش کي که اسمیں اعتدال تو پیدا هوگیا مگر اسکے کیف میں کچهه فرق نه آیا :

آمیختم به بادۂ صافي گلاب را !

چنانچه اس نے قرار دیا که هر بواے اسکوٹ کا یه فرض هے که هر روز وہ کوئي نیک کام کرے - اسکو چاهیے که اپنے آرام کو قربان کرکے دوسرے کو آرام پهنچائے - بلکه اگر خطرہ کا موقع هو تو اپنے کو خطرہ میں ڈالکر دوسرے کو بچاے - بوڑهوں ' ناتوانوں ' اور جانوروں کے ساتهه لطف و مهرباني اسکا اولین فرض هے - اسکو همیشه هنستے اور سیٹي بجاتے رهنا چاهیے - خواہ کتنی هي سختي آپڑے مگر اسے کبهی شکایت نه کرني چاهیے - اسے اپنے خیالات ' اعمال ' اور الفاظ میں پاک و صاف رهنا چاهیے -

اس نظام کو روشناس هوے ابهی زیادہ عرصه نهیں هوا ' مگر با ایں همه یه اسقدر مقبول عام هوا هے که اسوقت تک دو لاکهه لڑکے اسمیں داخل هوچکے هیں -

اس نظام کو وسیع پیمانه اور پایدار بنیاد پر لانے کے لیے حال میں قوم سے ڈهائي لاکهه پونڈ کے لیے اپیل کي گئي تهي' جسکے جواب میں هر طرف سے چندہ کي بارش هو رهي هے - امید هے که بهت جلد یه رقم پوري هوجالیگی -

الحـــــرب

یورپ کی تــاریخ حروب پر ایک نظر !

(۳ حــرب اور اقوام قدیمہ)

[illegible] نہایت قدیم ہے [illegible] دور اول [illegible] پایا جاتا ہے [illegible] موجود ہے ' اور اہل [illegible] ہے [illegible] طاقت [illegible]

[illegible] متصل ہو [illegible] اور [illegible] بڑی [illegible]

[illegible]

یورپ [illegible] بھی ایک [illegible] عام کے ذریعہ دنیامیں امن و امان کو قائم رکھنا چاہا تھا

اس سلسلہ میں سب سے [illegible] کانفرنس صلح ہے ' جو بسط عدل اور [illegible] امن و سلامتی [illegible] قائم کی گئی ' اور اسکے بعد [illegible] لیکن حرص و ہوا [illegible] امن و سلامتی کے اس [illegible] اور تمام [illegible]

اصل یہ ہے کہ [illegible] ایک [illegible] سب سے بڑی جنگجو [illegible] جنگ جاپان کے بعد دیکھا [illegible] ہوگیا ہے اور کسی بڑی جنگ کیلیے طیار نہیں ہے بس [illegible] تک یورپ کی جنگ [illegible] پھر [illegible] تازہ کر لے [illegible] مشہور صحافی مسٹر ولیم [illegible] اور ہیگ کانفرنس صلح [illegible] میں ہیگ کے "[illegible]" [illegible] شائع ہوتا ہے ' دوسری طرف [illegible] بھی شروع ہوگئی ہے !

(حروب مشہورہ و عظیمہ)

[illegible] خاص طور پر [illegible] ہے ' [illegible] دلچسپی سے خالی نہ ہوگی

(الحروب [illegible])

[illegible] قرون وسطی میں [illegible] کے درمیان قائم [illegible] یورپ میں [illegible] جو ظلم و تعدی [illegible] اور [illegible]

فیوڈل سسٹم (۲) [illegible] حالت میں تھا ' اسلیے [illegible] طاقت [illegible] چودھویں صدی عیسوی [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۶۱۸ء میں [illegible] قائم ہوا ' [illegible]

[illegible] ۱۶۲۳ [illegible] جنگ جاری رہی [illegible]

[illegible]

(۲) فیوڈل سسٹم [illegible] حکومت کے ملک [illegible]

۱۶۲۵ سے ۱۶۲۹ تک قائم رہا بالآخر کرستین نے بھی شکست کھا کر کوبک میں صلح کرلی -

اسکے بعد جنگ کا نیا دور شروع ہوا جو سنہ ۱۶۳۰ سے سنہ ۱۶۳۵ تک کی وسیع مدت کو محیط ہے - اس جنگ میں گسٹاف ارڈلف شاہ اسوچ نے شاہ جرمنی کی فوج پر سنہ ۱۶۳۱ میں بمقام لیبزگ اور سنہ ۱۶۳۲ میں بہ مقام ولتسن فتح پائی' لیکن وہ آخری معرکہ میں مقتول ہوا اور پروٹسٹنٹ گروہ نے سنہ ۱۶۳۴ میں فتح و ظفر کے بعد پھر شکست کھائی - آخری زمانہ میں کارڈینل ریشلیو نے اس جنگ کی سپہ سالاری کی - وہ پروٹسٹنٹ مذہب کی حمایت کیلیے اوٹھا تھا اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا - بالآخر برنرد ' دیمار ' کونڈی' اور ٹیورن کے حملوں نے شاہ کو ایک عہد نامہ لکھنے پر مجبور کیا جو سنہ ۱۶۴۸ ع میں لکھا گیا ' اور اسی پر جنگ کا خاتمہ ہوا -

(حرب الخلافہ)

اس کا اطلاق دو لڑائیوں پر کیا جاتا ہے - پہلی لڑائی حرب خلافۃ اسپین کے نام کے ساتھہ موسوم ہے جو سنہ ۱۷۰۱ ع سے سنہ ۱۷۱۳ ع تک جاری رہی -

اس جنگ کو تخت اسپین کے دعویدار خاندان اسٹریا نے اس بنا پر قائم کیا تھا کہ چارلس ثانی نے (جو اسپین کا آخری تاجدار تھا) اپنے بعد لوئیس چاردھم کے پوتے فیلیپ کو ولی عہد سلطنت بنایا تھا - لیکن چارلس ثانی کے انتقال کے بعد چارلس سادس نے اسکے متعلق جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کردی - چنانچہ اسٹریا ' انگلستان ' ہالینڈ ' پروشیا ' اور پرتگال وغیرہ نے فرانس کے خلاف باہم اتحاد کرلیا - جنگ شروع ہوئی تو پہلے میدان فرانس کے ہاتھہ رہا (سنہ ۱۷۰۲ - سنہ ۱۷۳ تک) لیکن بعد کو اوس کی نکبت و ادبار کا زمانہ شروع ہوا - یہاں تک کہ اوس نے اٹلی اور جرمنی میں شکست کھائی - لیکن اسپین میں گر کے وہ پھر اوٹھا - آخری نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس سادس نے تخت سلطنت پر جلوس کیا ' اور سنہ ۱۷۱۳ - سنہ ۱۷۱۴ کے معاہدہ نے جنگ کا خاتمہ کر دیا -

اس سلسلہ کی دوسری لڑائی کا نام جنگ ہفت سالہ بھی ہے - اوسکا ذکر اسی عنوان کے تحت میں آگے آئیگا -

تاریخ فرانس میں یہ اُن آٹھہ مذہبی لڑائیوں کے مجموعہ کا نام ہے جو سولھویں صدی میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے کے درمیان قائم ہوئیں -

ان میں پہلی لڑائی سنہ ۱۵۶۲ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۵۶۳ تک جاری رہی - اسکی ابتدا ایک کیتھولک عیسائی کے ظالمانہ خنجر نے کی تھی' جو ایک پروٹسٹنٹ کی گردن پر چلایا گیا تھا - اس جنگ میں کیتھولک فرقہ نے شہر رواں پر قبضہ کرلیا - شہر درو پر فتح پائی' ایڈا فرنسر اور گیز و کو قتل کردیا -

دوسری لڑائی سنہ ۱۵۶۷ سے قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۶۸ تک جاری رہی - اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ کیتھولک مذہب کے قائم مقاموں کے مشورہ سے کا تھرینا دمیڈیشی نے جو کانفرنس قائم کی تھی' اوس نے پروٹسٹنٹ فرقے کو طرح طرح کے خطرے پیدا ہوگئے تھے - اس جنگ کا مشہور نام معرکہ سان دینس اور معاہدہ لونگو ہے -

تیسری جنگ کی ابتدا سنہ ۱۵۶۹ سے ہوئی اور سنہ ۱۵۷۰ تک قائم رہی - اس کا سبب یہ ہوا کہ کانڈی اور کولینی نامی دو پادریوں کے گرفتارکرنے کا جو حکم دیا گیا تھا ' اسپر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں میں جنگ ہوگئی -

چوتھی لڑائی سنہ ۱۵۷۲ میں قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۷۳ تک قائم رہی' وہ حصار لیرو شل کے نام سے مشہور ہے -

سنہ ۱۵۷۴ میں پانچویں جنگ کا آغاز اور سنہ ۱۵۷۶ میں اوسکا خاتمہ ہوا - اس معرکہ میں ہنری گیز نے پروٹسٹنٹ اور اونکی حامی جرمنی کو شکست فاش دی - اسکے بعد صلح بولیو کا انعقاد کیا گیا -

چھٹی لڑائی کی آگ سنہ ۱۵۷۶ سے لیکر سنہ ۱۵۷۷ تک مشتعل رہی' اور برانیہ کی صلح کے چھینٹوں نے اوسکو بجھایا -

ساتویں جنگ کا آغاز سنہ ۱۵۸۰ سے ہوا - یہ بھی مذہبی جنگ تھی لیکن اسکا جلد خاتمہ ہوگیا -

اس جنگ کو بعض عاشق مزاج لوگوں کی سازش نے قائم کیا تھا ' اسلیے وہ حرب عشاق کے نام سے بھی مشہور ہے -

آٹھویں لڑائی سنہ ۱۸۸۵ میں شروع ہوئی اور بہت پھیلی - پیرس پر حملہ کیا گیا اور ہنری رابع شاہ انگلستان نے مدت تک اسکا محاصرہ قائم رکھا -

سنہ ۱۵۹۴ میں اس جنگ کا انسداد ہوا اور پیرس سے محاصرہ اوٹھا لیا گیا '

اسکے چند سال کے بعد اور بھی مذہبی لڑائیاں پیدا ہوئیں جنکی ابتداء سنہ ۱۶۲۱ و سنہ ۱۶۲۵ میں ہوئی' اور سنہ ۱۶۲۹ میں ختم ہوگئیں -

(حرب ہفت سالہ)

یورپ کی ان لڑائیوں کا آغاز سنہ ۱۷۵۶ ع میں اور خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ ع میں ہوا - ان لڑائیوں کی سلسلہ جنبانی ایک نئی سلطنت نے کی جو شمال جرمنی میں اسٹریا کے بالمقابل قائم ہوگئی تھی -

اسلیے آسٹریا نے رشک و حسد کے جذبات سے بے قابو ہوکر سیلیسیا کو واپس لینا چاہا ' حالانکہ سنہ ۱۷۴۰ میں پروشیا اوس پر قابض ہوچکا تھا -

یہ جنگ دو قسموں میں منقسم ہوگئی : ایک تو اون معرکوں پر مشتمل ہے جو فریڈریک ثانی نے بادشاہ پروشیا کے ساتھہ اس بنا پر کیں کہ انگلستان نے اسٹریا ' فرانس' اور روس کی حمایت کی تھی جیسا کہ اسوقت مفاہمت ثلاثہ کی صورت میں ہورہا ہے -

دوسری قسم میں وہ جنگ داخل ہے ' جسکو انگلستان نے فرانس اور اسپین کے مقابل میں قائم کیا تھا -

لیکن فریڈریک نے باوجود حسن تدبیر اور دور اندیشی کے آخر میں شکست کھائی - یہاں تک کہ اوسکی دشمن ملکہ الیزبتھہ کی جگہ اگر پیٹرس ثالث روس کے تخت پر متمکن نہ ہوجاتا تو وہ سنہ ۱۷۶۲ میں ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا - اس جنگ کا خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ میں معاہدہ فرانس کے ذریعہ ہوا - اس معاہدہ کی رو سے سیلیسیا پروشیا کے قبضہ میں رہنے دیا گیا ' اور اسپین نے انگلستان کیلیے فلوریڈا کا تخلیہ کردیا -

لیکن آخر میں یہ جنگ فرانس کیلیے وبال ہوگئی' کیونکہ اس نے فرانس کی تمام بحری قوت کو برباد کردیا ' اور اسکی وجہ سے مقبوضات ہندوستان کے ۲۰ حصوں میں سے اوس نے ۱۹ حصے اپنے ہاتھہ سے ہمیشہ کیلیے کھودیے -

(حرب صد سالہ)

اس لڑائی نے فرانس اور انگلستان کے درمیان تقریباً ایک صدی تک خون کا دریا جاری رکھا اور طول امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ فرانس و انگلستان کے متعدد پادشاہوں کے دور سلطنت کی یادگار ہے -

(بازگشت ماضی)

یورپ اپنی قدیم خونین تاریخ کو اب پھر اوسی آب و رنگ کے ساتھہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے' اور دنیا اوسکو اوسی دلچسپی کے ساتھہ دیکھہ رہی ہے' جس انہماک و شغف کے ساتھہ یورپ نے مقدونیا میں خون کا فوارا اوچھلتے ہوے دیکھا تھا - گذشتہ بیانات کے پڑھنے سے واضح ہوا ہوگا کہ یورپ کا سب سے بڑا کشت و خون مسیحیت کی تحریک اصلاح (ریفارم) اور کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مذہب کی کشمکش کا نتیجہ تھا - اب مذہب کا نام بدل دیا گیا ہے اور اسکی جگہ قومی اور جنسی حرص سیادت نے لیلی ہے -

مذاکرۂ علمیہ

روح اور اُسکا مسکـــن

اور حکماء مادیین کے احکام و آرا

(سلسلے کیلیے ملاحظہ هو الهلال نمبر (٥) جلد (٥)

Touraine تورین کے اس جلیل القدر فلسفي نے روح کے قیام کے لیے پي نی إل گلینڈ کو تجویز کیا - مقامي مسکن کے اس انتخاب کي تائید میں دلائل توذیا البتہ انکي ایک نمایش ضرور تهي- اس کے موجودہ خیال کے مطابق روح ایک ایسي شے تهي جو نہ تو تقسیم هوسکتي تهي اور نہ جگہ میں پهیل سکتي تهی- اس لحاظ سے اسکے رهنے کے لیے جسم کا کوئي حصہ سادہ اور تنہا پی نی ال گلینڈ کے برابر موزوں نہ تها - ڈیکارٹ کہتا تها کہ یہاں روح ایک حاکم یا نگران کي طرح رهتي ہے ' تمام حواس اسے اطلاع دیتے رهتے هیں ' اور وہ ان اطلاعات کے مناسب هر طرف احکام جاري کرتی ہے - مگر دیکارٹ کے خیالات کا ایک پہلو بالکل تاریک تها - کیونکہ انکے متبعین ادنی درجہ کے حیوانات میں نفس ناطقہ کے وجود سے انکار تها ' اور اس بنا پر انکي یہ تعلیم تهي کہ وحشي مخلوقات کے اعضاء کي حرکت نا دانستہ اور بلا ارادہ هوتي ہے - اس فلسفیانہ حماقت کا عملي نتیجہ یہ نکلا کہ بعض ڈیکارٹیوں نے ادنی درجہ کے حیوانات پر صریح ظلم کیے -

ڈیکارٹ کي بڑي بدقسمتي سے جب اس خورد بین کے ذریعہ اس عضو کا امتحان کیا گیا ' تو معلوم هوا کہ اسمیں کچهہ لاغر خیلے (Cells) ' کوئلا ' چونا ' اور بعض اور ارضي مادہ کے بلورات (Crgstolo) هوتے هیں - غرض روح کے لیے یہ ایک نہایت هي ناموزوں قیامگاہ تها کیونکہ انجیل میں " تو خاک ہے اور خاک میں ملجائیگا " روح کے متعلق کہا گیا ہے -

اسکے بعد اب همیں اس موضوع پر ایک جلیل القدر انگریز اور اپنے آغاز عمر میں هاروے کے شاگرد طامس ولس ایم - ڈي کے خیالات پر توجہ کرنا چاهیے - ولس نے اگر چہ اعصاب پر بہت کچهہ لکها ہے مگر عام قارئین کو دیکارٹ کي طرح اسکے خیالات بہت کم معلوم هونگے - دیکارٹ کے خیال کے بموجب تو روح حتی الامکان قریباً ایک نا قابل تقسیم نقطہ ہے جو ایک ایسے عضو میں رهتا ہے جو بالکل بسیط و وحید ہے - مگر ولس کے نزدیک " دو روحیں هیں جنمیں سے ایک خون میں وسیع پیمانے پر پهیلي هوئی ہے اور دوسري نظام عصبي میں رهتي ہے - ولس کا دعوي تها کہ روح خون میں اسطرح رهتی ہے جیسے آگ میں شعلہ ' اور نظام عصبي میں اسطرح جیسے آگ میں روشني - دماغ سے روح کا جس طرح کا تعلق ہے اسکي تشریح ولس نے یہ کي ہے :

" خون کا سب سے زیادہ هلکا اور روح آمیز حصہ شرایین کے ذریعہ دماغ کي طرف چڑهتا ہے ' یہاں پہنچکے اسکي تقطیر هوتي ہے اور حیواني روحیں نکلتي هیں - یہ روحیں دماغ کے اگلے اور پچهلے حصوں پر چڑهتی هیں اور وهاں سے تمام اعصاب میں اتر جاتی هیں "

" اختیاري احساسات و حرکات کے لیے وهي روحیں هیں جو دماغ کے اگلے حصہ میں رهتي هیں ' اور پچهلے حصہ میں جو روحیں رهتي هیں وہ غیر اختیاري حرکات کے لیے هیں "

موجودہ تجارب کي روشني میں یہ آخري خیال دلچسپ ثابت هوا ہے -

اگر چہ جسطرح بیان کیا گیا ہے ' هم حرف بحرف اسیطرح تسلیم نہیں کرسکتے ' تا هم یہ خیال اس حقیقت کو ظاهر کرتا ہے جو اب ایک امر واقعہ ہے ' یعنی یہ کہ دماغ کے پچهلے حصے کي تمام کارروائیاں شعور (Cons ciousness) کے دائرہ سے باهر هوتي هیں -

یقیناً ولس کو یہ خیال جهلملاتا هوا نظر آیا تها کہ احساسات اور انکي یادگاریں ' دماغ کے مایہ خمیر کے تغیرات هیں - چنانچہ اس نے ان صورتوں کا تذکرہ اسي انداز میں کیا ہے -

ولس کي ایک کتاب جسکا نام "حیوانات کي روح کے متعلق" ہے اسم با مسمی ہے -

اس کتاب میں ولس نے روح کو دماغ کے نصف دائروں میں رهنے کي اجازت دي ہے -

لیکن بہر حال وہ یہاں بهي ان لوگوں کي بدولت چین سے رهنے نہ پائي ' جنکو یقین ہے کہ اسکے رهنے کے لیے کوئي محدود جگہ جسماني ڈهانچے کے اندر چاهیے - چنانچہ وہ همیشہ اس خیال کی مخالفت کرتے رهے -

جب هم علم (سائنس) کے درخشاں نو جوان ' ڈین نیکولس ستیسن (المتوفي سنہ۱۶۸۶ع) کے پاس آتے هیں تو هم اس اولین کوشش کے پاس آتے هیں جو موجودہ راے کے اظہار کے لیے کي گئی ہے - یعنی یہ کہ " وظائف " کي جگہ دماغ کے اندر ہے - یہ ایک حقیقت ہے جسے علم القیافہ والے نقل کرتے هیں اور علم وظائف الاعضاء والے مانتے هیں -

اسٹیسن نے جہاں عصبی مادہ کے سفید مغز میں ریشوں کے وجود پر بحث کي ہے ' وهاں اس خیال کو اس طرح ادا کیا ہے :

" اگر در حقیقت سفید مادہ بالکل ریشہ دار ہے تو همکو یقیناً یہ تسلیم کرلینا چاهیے کہ ان ریشوں کي ترتیب کسي خاص ایسي وضع پر رکهی گئي ہے جس کے ساتهہ یقیناً حرکات کا اختلاف وابستہ ہے -

لیکن اس تجربہ کے ساتهہ اتنے مشکلات هیں کہ نہ معلوم کسي خاص طرح کي تیاري کے بغیر هم اس طریق امتحان کو عمل میں آتے کبهي دیکهہ بهی سکینگے یا نہیں ؟ " -

" هم کو اس خاص طریقہ کي تیاري کے لیے دو سو برس تک انتظار کرنا پڑا "

یہ خیال علماء کے دل میں عرصہ سے جاگزیں تها کہ ایک روح تو مرکزي ہے ' اور دوسري اعصاب ' حواس ' اور متحرک اعصاب میں کار فرما ہے - چنانچہ (Prineipia) نامی مشہور و مستند کتاب کي آخر میں سر اسحاق نیوٹن جیسے دماغي قوتوں کے دیوتے بهي فرض کیا ہے -

لیکن مشہور جرمن مفکر جارج ارنسٹ (Georg. Ernst) المتوفي سنہ ۱۶۶۰ع جو احتراق (Phlogiston) کے خیال کا باني ہے ' اس نے پهر یہ خیال ظاهر کیا کہ روح تمام جسم میں ساري و نافذ ہے -

اُس نے کہا کہ روح در حقیقت ایک " حساس ہوا " Anima sensitira ہے جو تمام جسم میں نافذ ہوکے ہر عضو اور ہر نسیج tissue پر قابض ہو جاتی ہے - اُسکے ان خیالات کو ہوالیت (Anemism) ' اور ان خیالات کے قائل کو (Animiot) ہوالی کہتے ہیں -

اس مسئلہ کے متعلق موجودہ ارباب فکر اب اس سوال پر پہنچے ہیں کہ " کیا احساس کے لیے صرف دماغی عمل کی ہمراہی کی ضرورت ہے یا اسکے ساتھہ زیرین مرکزوں اور بی نی اِل گلینڈ کی معیت بھی ہونی چاہیئے ؟ " اس سوال کا جواب اس مسئلہ کا حقیقی حل ہے -

اسوقت علماء حیات میں ایک شخص بھی نہیں ملیگا جو یہ کہتا ہو کہ احساس میں بیداری پی نی اِل گلینڈ کی کارگزاری سے پیدا ہوتی ہے' کیونکہ نظام عصبیہ کے متعلق جو تجارب ہوے ہیں وہ اس نتیجہ کے منافی ہیں -

رہا ذہن اور ہیجان جذبات کیلیے کسی مقام کی تعین کا مسئلہ ' تو اسکی حالت یہ ہے کہ احساس کے مادی تعلقات کے متعلق علمی (سائنٹفکٹ) طور پر جو کچھہ تحقیق ہو چکا ہے' اس سے علماء قیافہ (Phan josephgall) نہ آگے بڑھے ہیں اور نہ پیچھے ہٹے ہیں -

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ جان جوزف گال (Jhon joseph gall) المتوفی سنہ ۱۸۲۸ ع (جسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ علم القیافہ کا بانی ہے) وہ بھی اس کا قائل تھا - کیونکہ یہ تو اس پر ایک بہتان ہے - وہ بیچارہ نہ تو اس نام کا واضع ہے اور نہ ان خیالات و عقائد کا بانی جنکا نام علم القیافہ رکھا گیا -

یہ صحیح ہے کہ گال پر اس خیال کا رنگ چڑھگیا تھا کہ بعض عقلی اوصاف کا مسکن دماغ ہے مگر کب ؟ جب اس کا سن آگیا تھا -

اس نے بجا طور پر یہ فرض کیا ہے کہ عقلمندانہ گفتگو اور یاد داشت کے لیے خاص مرکز ہیں -

بیشک گال نے جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں مختلف دماغی وظائف پر تقریریں کیں لیکن جس حیثیت سے آج ہم علم القیافہ کو جانتے ہیں' یہ بات اسمیں گال کے ایک رفیق (Spurtjheim) نے پیدا کی جو کمتر ایک عالم اور زیادہ سے زیادہ ایک ہر دلعزیز خطیب تھا

علم القیافہ کے عقائد یا اسکی ہرزہ سرائیاں اسقدر مشہور اور انکی تغلیط اتنی بار ہوچکی ہے کہ اب ہم انکے دام تزویر میں تو نہیں آسکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہوں جنکو اس جوش و خروش کا علم نہ ہو جو علم القیافہ نے گذشتہ صدی کے ابتدائی سالوں میں پیدا کیا تھا -

ایڈنمبرا میں علم القیافہ کی جو سوسائٹی قائم ہوئی تھی' اسمیں ۹۳۰ ممبر تھے - لندن کی سوسائٹی میں ۳۰۰ ممبر تھے - اور گلاسکو کے " اندرسن کالج " میں اسکی ایک کرسی (چیر) قائم کی گئی تھی -

اب یہ سوال نہیں ہے کہ روح کہاں رہتی ہے ؟ سوال صرف یہ ہے کہ دماغی نسیج کا کون سا تغیر ایسا ہے جسکی وجہ سے عقلی عمل کے لیے جسمانی عمل کا رفیق پیدا ہوتا ہے - یعنی جب قواء عقل کام کرتے ہیں تو انکے ساتھہ قواء جسمانی بھی کام کرنے لگتے ہیں - رہا یہ کہ ان دونوں عملوں میں نہایت شدید ارتباط و وابستگی ہے' تو یہ ایک ایسا امر ہے جسمیں کسیکو شک نہیں -

ابھی تھوڑے عرصہ قبل تک علماء قیافہ اس پر قائم تھے کہ وہ احساس کے حالات کو ان عصبی خلایا (Neave-cell) کے حالات پر محمول کردیا کرتے تھے جو ایک گورے رنگ کے مادہ میں ہوتے ہیں - یہ مادہ ایک غلاف میں لپٹا ہوا ان نصف دائروں میں ہوتا ہے جو دماغ کے اندر ہوتے ہیں -

لیکن آکسفورڈ کے ڈاکٹر میک ڈوگل - (Mcdaugal) وظائف الاعضائی علم القیافہ کے ماہر ہیں - انہوں نے بعض ایسی شہادتیں پیش کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ایسے نقطے ہیں جہاں عصبی خلایا کے اعمال آکے مل جاتے ہیں اس طرح جیسے احساس کا مرکز یہی خلایا ہیں -

یہ مسئلہ تمامتر خصوصیین (اکسپرٹس) کی دلچسپی کا ہے اور وہی اسکو حل بھی کرسکتے ہیں -

لیکن اگر یہ مسئلہ حل ہو جاے' جب بھی یہ واقعہ تو بدستور باقی رہیگا کہ علم طبیعی (نیچرل سائنس) کو کسی ایسے نفس کا علم نہیں جو مادہ سے علحدہ ہو' بلکہ جو کچھہ اسکے علم و تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا مادہ ہے جس کا تعلق اس شے کی بقاء و ترقی سے ہے ' جسکو ہم نفس کہتے ہیں -

ظہــــر الفساد فی البــر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

ملکــــۂ بحـــر

کوئن اف سی

آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ انگریزی سلطنت بر سمندر کی ملکہ (کوئن آف سی) کہتے ہیں - مگر شاید یہ نہ معلوم ہوگا کہ اس بحری بادشاہی کے لیے وہ اتنے عظیم الشان مصارف برداشت کرچکی ہے' اور اسوقت کررہی ہے ؟

انگلستان نے سنہ ۱۸۹۳ ع سے لیکر اسوقت تک یعنی ۲۱ سال میں ۷۰ کرور پونڈ جہازوں اور کشتیوں وغیرہ کی ساخت اور مرمت میں صرف کیے ہیں' اور اسوقت اسکے صیغہ بحریہ کے ملازمین کی تنخواہوں کا روزانہ اوسط ۲۹ ہزار پونڈ ہے - یعنے انگلستان ہرروز اپنے بحری صیغہ کے ملازموں کو ۴ - لاکھہ - ۳۵ ہزار روپیہ صرف تنخواہ میں دیتا ہے !

اتنی بڑی بڑی رقمیں سنکے آپ کو حیرت ضرور ہوئی ہوگی' مگر جب آپ انگریزی جہازوں اور کشتیوں کی تفصیل پڑھینگے تو آپ کو یہ خود معلوم ہوجائیگا کہ یہ رقمیں کچھہ بھی زیادہ نہیں -

حال میں " بیڑے کے جہازوں کی فہرست " کے عنوان سے انگلستان کے شاہی بیڑے کے جہازوں کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تار پیڈو کشتیاں' زیر آب کشتیاں' توپ بردار کشتیاں (آگن بوٹ) چھوٹے جہاز جنکو انگریزی میں " ویسل " کہتے ہیں ' اور بحری سفر کی وہ تمام سواریاں جنکو انگریزی میں " شپ " نہیں کہتے ' اس فہرست میں شامل نہیں ہیں -

ان کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کے علاوہ وہ جہاز بھی اس تفصیل میں شامل نہیں ہیں جو ہنوز غیر مکمل ہیں -

اسقدر وسیع حذف و اخراج کے بعد بھی فہرست میں ۴۱۱ جنگی جہاز دکھالے گئے ہیں - ان جہازوں میں بیٹل شپ' کروزر ڈیسٹرائر (تباہ کن) وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کے جہاز شامل ہیں -

جرمني کے بحري قوئ کا ايک منظر عمومي

بھر ديل کے قريب جرمن جہازوں کی نمايش

قيصر جرمني

انگلستان

آج کل دو ممدہ دبل ان ۴۱۱ جہازوں میں ۱۸ جہازوں کے علاوہ اور تمام جہاز بہمہ وجوہ تیار ہیں -

جہازوں کے علاوہ انگلستان کے پاس چھوٹے جہاز (ولیل) بھی ہیں جنکی مدد سے وہ اپنے گھر اور باہر کے بحري مقامات میں اپنا قومی اقتدار قائم رکھتا ہے -

آغاز جنگ سے قبل اسکي ۱۰۳ تارپیڈو کشتیاں ' اور ۴۶۸ زیر آب کشتیاں' آبنائے انگریزي ' بحر ابیض (میڈیٹربنین) اور مشرق اقصی میں موجود رہتي تھیں ' اور ۱۴ سلوپ (ایک قسم کا چھوٹا جہاز) اور اسکي توپ بردار کشتیاں دنیا کی کے دریاؤں میں پھیلی ہوئی ہیں ' جہاں بڑے جہاز نہیں جا سکتے - ۱۰ ھلکي توپ بردار کشتیاں ان دریاؤں کو پٹرول کرتي رھتي ھیں ' جو اندرون چین میں بہتے ھیں -

انکے علاوہ اسیقدر اور جہاز ھونگے جو دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں پیمایش' عام تحقیقات ' اور نقشہ کشي کی غرض سے ھمیشہ سیر و سفر کرتے رھتے ھیں -

آسٹریا

روس

اسکے ساتھہ ان ۱۵ تارپیڈو والي توپ بردار کشتیوں کا بھی اضافہ کیجیے جو آبنائے انگریزي میں چھوٹے چھوٹے مراسلہ انجام دیتي رھتی ھیں - اور نیز ان کو مرمت کرنے والے جہازوں کو بھی شامل کر لیجیے جو ھمیشہ انگریزي بیڑے کے ھمراہ رھتے ھیں

بیڑے کی اصلی جنگ آرا صف میں ڈریڈناٹ کی وضع کے بیس بتیل جہاز ھیں - یہ تمام جہاز ۷ سال میں یعنی سنہ ۱۹۰۶ سے لیکر سنہ ۱۹۱۲ تک میں بنے ھیں - انکے ابتدائي مصارف ۲۴' ۳۹۰' ۶۳' ۳ پونڈ ھیں -

ان کے ڈریڈناٹوں کے ساتھہ بیٹل کروزر بھی بنوائے گئے ہیں جنمیں سے ۷ تو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ھیں اور ایک جسکا نام " انوسبل " ہے ھنوز زیر تعمیر ہے - ان کروزروں پر ۵' ۴۰' ۸۱' ۳۰' ۱ پونڈ صرف ھوے ھیں انکے علاوہ کروزروں کی ایک اور تعداد بھی ہے جو بالفعل تیار ہے - اور ۱۷ اور زیر تعمیر ھیں - جو کروزر اسوقت کام دیرہے ھیں انکے مصارف کا اوسط ۱۹ لاکھہ پونڈ ہے - جو بالفعل زیر تعمیر ھیں ' انکی لاگت فی جہاز ۲ ملین سے ساڑھے دو ملین تک ھوگی (ایک ملین دس لاکھہ کا ھوتا ہے) -

فرانس

بلجیم

جیسا کہ ھر شخص جانتا ہے " بڑے ڈریڈناٹ " کی قسم کے جہاز اب متروک الاستعمال ھوگئے ھیں ' باایں ھمہ کوئی سلطنت بھی اس قسم کے جہازوں سے اپنے بیڑے کو خالی کرنے میں کوئی سبقت لیجانا نہیں چاھتی - انگلستان نے سنہ ۱۸۹۳ ع سے لیکر سنہ ۱۹۰۶ ع تک ۳۷ " بڑے ڈریڈناٹ " بنوائے تھے' جو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ھیں -

ان پر ۴۲۱۰۳۴۷۶ پونڈ صرف ھوے ھیں - یہ بڑے ڈریڈناٹ جتنے بڑے ھیں ' اتنے ھی بوجھہ درمہ پوش کروزر سنہ ۱۸۹۹ ع اور

سابق آرک ڈیوک : فرڈیننڈ ولي عہد آسٹریا جو سراجیوو میں
قتل کیا گیا اور موجودہ جنگ اپني یادگار چھوڑي
مع اسکي مقتول بیوي کے

سنه ۱۹۰۹ ع سے مابین بنوالیے گئے هیں - ان پر ۲۹۱۸۵۵۸۴ پونڈ لاگت آئی ہے -

(جہازوں کے اولین مصارف)

ذیل میں هم جہازوں کے اولین مصارف درج کرتے هیں - یه اعداد ان اعداد سے ماخوذ هیں جو سرکاري طور پر شائع کیے گیے هیں -

نمبر	جہاز کی قسم	مصارف بحساب پونڈ
(۱)	ڈریڈ ناٹ بیٹل شپ	۳۶۳۳۹۰۲۴
(۲)	ڈریڈناٹ کروزر	۱۳۰۸۱۴۰۵۰
(۳)	بڑے ڈریڈناٹ بیٹل شپ	۲۴۱۵۳۲۷
(۴)	درعه پوش کروزر	۲۹۱۸۵۵۸۴
میزان		۱۲۰۷۰۹۲۸۹

یه مبلغ خطیر اس عظیم الشان رقم کا در حقیقت ایک حصه ہے جو بیڑے کے کل ۶۱۵ جہازوں پر صرف کی گئي ہے -

اسوقت ۹۰ محفوظ (پروٹیکٹیڈ) کروزر کام میں لگے هوے هیں جنکي لاگت ۱۸ ملین ہے - انکے علاوہ ۲۱۱ ڈسٹرائر (تباہ کن) هیں' جنکے مصارف ساڑھے ۱۵ ملین هیں - ۶۸ زیر آب کشتیاں جن پر ۴ ملین صرف هوے هیں - ۱۰۳ تار پیڈو کشتیاں هیں جن پر ۳ ملین سے زاید لاگت آئي ہے -

جیسا که هم لکھہ آئے هیں' اس فہرست میں چھوٹے جہاز (ویسل) شامل نہیں هیں - ان جہازوں کي لاگت کا تخمینه اگر نہایت اعتدال کے ساتھہ کیا جائے' جب بھي ۱۰ ملین سے کم نه هوگا - جہاز سازي کے مصارف اسقدر بڑھتے جاتے هیں که اگر سب سے پرانے چھوٹے جہاز اور سب سے زیادہ نئے چھوٹے جہازوں کي قیمت کا موازنه کیا جاے تو دو چند کا فرق نظر آئیگا - بالفاظ دیگر ایک قدیم ترین چھوٹے جہاز کي طیاري میں جو لاگت آتي تھي' آج اسي قسم کے ایک چھوٹے جہاز کے بنانے میں اس سے دو گونه روپیه لگتا ہے - بلکه اب تو ایک چھوٹے جہاز کی صرف توپوں اور ان توپوں کي بعض اور ضروري لوازم کے لیے نصف ملین اسٹرلنگ چاهیے !

پھر هر چھوٹا جہاز ۴ هزار سے لیکے ۸ هزار ٹن کي آهني درع میں ملبوس هوتا ہے جو نہایت بیش بہا هوتي ہے - اس کي قیمت کا اندازہ اس سے هوسکتا ہے که اگر ایک شخص کي هفته وار آمدني دو گني هوجاے تو اسکي بارہ مہینه کي آمدني اس درع کے ایک ٹن کي قیمت هوگي -

کچھہ ویسل هي کي قید نہیں' بیٹل شپ کي بھي یه حالت ہے که اسکي صرف مشنیري کي قیمت ایک ربع ملین اسٹرلنگ هوتي ہے' اور اگر کہیں " لوائن " اور " کوئن میري " کي وضع کے جہاز هوے تو پھر یه رقم دو چند هوجاتي ہے -

جب ایک بڑي توپ سر هوتي ہے' تو گویا ۳ - سو پونڈ دھواں بنکے اڑجاتا ہے - اس قسم کي توپیں صرف اس ایک بیڑے میں ۳۷۲ هیں جو امیر البحر کیلگن کے زیر قیادت ہے - تار پیڈو کشتیوں کے مصارف اس سے دس گونه زیادہ هیں' مگر ان میں خوبي یه ہے که انکے سر هونے کے بعد انہیں پھر کام میں لایا جاسکتا ہے -

هر جہاز میں تیل ضرور رهتا ہے - اگرچه عام طور پر کوئلا هی جلتا ہے' لیکن زیر آب کشتیوں کے علاوہ ۱۲۷ تار پیڈو کشتیاں هیں جنمیں صرف تیل جلتا ہے -

ان سب کشتیوں میں ۱۵ سے ۲۰ ٹن تیل آتا ہے اور ایک ٹن تیل کي قیمت ۵ پونڈ دیجاتي ہے - اب غور کیجیے که

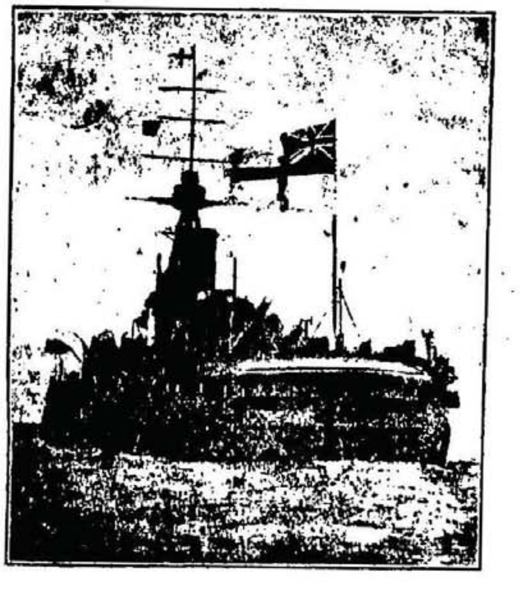

فلیگ شپ : آئرن ڈیوک

انگلستان کا سب سے بڑا آهن پوش' جو امیر البحر کا جہاز ہے -

انگلستان کے قـــواء بحـــریـه

بندرگاہ اسپہت ہڈ کے قریب انگریزی جنگی جہازوں کا ایک عام منظر !

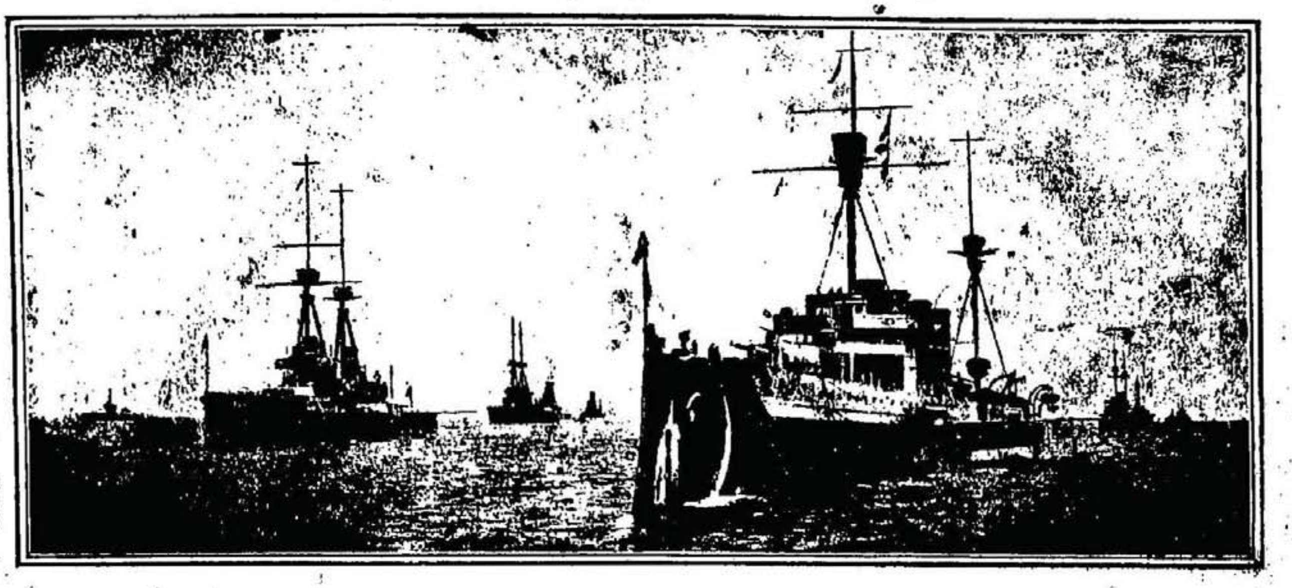

صرف تارپیڈو کشتیوں کے ایندھن کے مصارف کتنے ہیں -

اگرچه کوئلا اسقدر قیمت کا نہیں - تاہم اسمیں بھی کوئی بڑی کفایت نہیں ہوتی - اسوقت ۲۷ جہاز بہمه وجوہ تیار ہیں - اگر یه سب کے سب ۸ گھنٹه کی پوری طاقت پر بھیجے جائیں تو ۴۳۲۰ ٹن کوئلا خرچ ہوگا' جسکا بل ۳ ہزار پونڈ کا ہوگا - ان حالات کو دیکھتے ہوے یه معلوم ہوتا ہے که اگر سنه ۱۴ - ۱۵ ع میں صیغه بحریه کا صرف کوئلے اور تیل کا بل ۳ ملین سے زاید ہوا تھا تو یه کوئی تعجب انگیز امر نہیں -

اگر ایک اسکوالڈرن ۸ ڈریڈ ناٹ جہازوں سے ترتیب دیاجاے' ۲۴ گھنٹه تک پوری سرعت کے ساتھه چلے' اور انکی تمام توپیں اور تارپیڈو کشتیاں سر ہوں' تو اسمیں کوئی دو لاکھه پونڈ صرف ہونگے - اسوقت جو بیڑہ بہمه وجوہ تیار ہے' اسمیں صیغه بحریه کے تمام ملازم مع ۱۸ ہزار محفوظ اشخاص کے مشغول ہیں -

سنه ۴ - ۱۸۹۳ ع میں جب " میجیسٹک " جہاز کے درجه کے جہازوں میں اشخاص مامور کیے گئے تھے' تو اسوقت بیڑے کے اشخاص کی تعداد ۷۶۷۰۰ تھی - مگر اب اتنا فرق ہوگیا ہے که اس سال بیڑے میں ۱۵۱۰۰۰ - آدمی ہیں - امیر البحر نے اگرچه انکی تعداد کو پوشیدہ رکھا ہے' تاہم اگر ان لوگوں کو علحدہ کرلیا جاے جو ڈیپو میں کسی کام پر ہیں یا کم عمر یا ناتواں ہیں' تو اس صورت میں بھی ان لوگونکی تعداد ۱۳۰۰۰۰ سے کم نه ہوگی جو اسوقت پانی میں کام کررہے ہیں -

صرف ذرہ پوش جہازوں کے لیے ۷۳۰۰۰ آدمی ہیں - کروزروں میں ۲۱۰۰۰' اشخاص ہوتے ہیں - اور تارپیڈو کشتیوں اور تباہ کن جہازوں کے بکار آمد ہونے کے لیے ۱۷۵۰۰ ہاتھوں کی ضرورت ہے - زیر آب کشتیوں میں سے ہر ایک کے لیے دو پورے عملوں کی ضرورت ہوتی ہے - اس حساب سے ان میں ۲۰ ہزار افسر اور آدمی لگے ہوے ہیں -

ان افسروں اور آدمیوں کی تعلیم و ترتیب میں کتنا صرف ہوا ہوگا؟ اس کا صحیح اندازہ تو اسوقت بہت مشکل بلکه قریبا نا ممکن ہے - البته ایک نوجوان کو معمولی ملاحی کی تعلیم میں ۳ سال لگتے ہیں' یعنی اسے توپچی گوری یا کسی اور کام میں کوئی خاص ملکه نہیں پیدا ہوتا - اس ابتدائی تعلیم کی تنخواہ ۲ شلنگ اور ۳ پنس ہے - (ایک شلنگ بارہ آنه کا اور ایک پنس ایک آنه کا ہوتا ہے)

ایک شخص کو جہاز راں جماعت کا حقیقی رکن بنانے کیلیے پانچ سال کی مدت چاہیے' اور اگر جونیر لفٹننٹ بنانا ہے تو دس سال سے کم میں ممکن نہیں -

" آئیرن ڈیوک " نامی جہاز جو امیر البحر کا نشان بردار جہاز ہے' اسکے صرف افسروں کی روزانه تنخواہ ۳۷ پونڈ ۱۹- شلنگ دس پنس ہے - اس رقم کے ساتھه بھتے وغیرہ کی رقمیں ملکے پوری ۶۰ پونڈ روزانه ہوجاتی ہے -

صیغه بحریه کے موجودہ مالی سال میں تنخواہوں کے لیے ۸۸۰۰۰۰۰ پونڈ منظور ہوے ہیں - جسکے معنی یه ہیں که روزانه تنخواہیں ۲۴۰۰۰ پونڈ کی ہیں' لیکن موجودہ حالت میں ۱۸ ہزار محفوظ اشخاص کے اضافه سے فی ۱۰ - یوم ۵۰ ہزار پونڈ کی رقم اور بھی بڑھگئی ہے - اسلیے اب بیڑے کے اشخـــاص کی روزانه تنخواہیں ۲۹ ہزار پونڈ شمار کرنی چاہیے -

اسوقت بیڑے سے صدہا پرانے جہاز اور کشتیاں نکالدی گئی ہیں - انکی جگه نئے جہاز اور کشتیاں داخل کی گئی ہیں - ہزارہا افسر اور آدمی پنشن پر اپنی خدمات سے کنارہ کش ہوگئے ہیں' اور انکی جگه نئے افسروں اور اشخاص نے لی ہے - با ایں ہمه یه کہنا بیجا نہیں که اسوقت انگریزی بیڑا ۲۰- سال کے وسیع تجربه اور بے دریغ مصارف کا ماحصل اور قیمتی سے قیمتی نتیجه ہے -

سنه ۴ - ۱۸۹۳ ع میں " میگنی فیسنٹ " اور " میجیسٹک " نامی دو بیٹل شپوں کا انتظام

فلیڈ مارشل : سـر جان فرنچ - سپه سالار افواج بریهٔ برطانیه

کیا گیا تھا - اسوقت انگریزي بیڑے کي بقاء و توسیع کے لیے ۷۰۰ ۱۸۰ ۹۹ ۲ پونڈ کي رقم منظور ہوئي تھي - ابتدائي گیارہ سالوں میں یعني سنہ ۴ - ۱۸۹۳ سے لیکے ۴ - ۱۹۰۳ تک ۹۰۰ ۲۲۰ ۱۷۰ پونڈ بیڑے پر صرف کیے گئے ' اور سالانہ تخمینہ جو پہلے سال میں ۱۴۲۴۰۱۰۰ پونڈ تھا ' بڑھکر آخري سال میں ۳۴۴۵۷۵۰۰ پونڈ ہو گیا -

سنہ ۴ - ۵ - ۱۹ع اور سنہ ۱۵ - ۱۹۱۴ ع تک بیڑے کے لیے ۱۰۰ ۳۲۸ ۹۹۰ پونڈ وقف کیے گئے ہیں ' سالانہ قسط جو سنہ ۵ - ۱۹۰۴ ع میں ۳۶۸۸۹۵۰۰ پونڈ تھي ' اس سال ۵۱۵۵۰۰۰۰ پونڈ ہے -

غرض ۲۲ سال میں انگریزي بیڑے کے مصارف ۲۶۰ فیصدي بڑھگئي ہیں ' اور اگر یہ جنگ نہ ہوتي جب بھي آئندہ ان عظیم و مہیب مصارف میں ذرا بھي تخفیف کی امید نہ تھي -

اس روز افزوں ترقي مصارف کي وجہ یہ نہیں کہ فرداً فرداً جہازوں کے مصارف بڑھگئے ہیں ' بلکہ اسکا راز اس واقعہ میں مضمر ہے کہ انگلستان اپنے بیڑے کو ہر وقت مستعد اور تیار دیکھنا چاہتا ہے - چنانچہ اعلان جنگ کے پہلے ہي یہ طے ہوچکا تھا کہ ۱۸ مہینہ کے اندر بحر ابیض کے چاروں کروزر واپس بلا لیے جالینگے ' اور انکي جگہ ۸ بیٹل شپوں کا ایک بیڑا وہاں متعین کیا جالیگا - ان میں سے ہر ایک کے بہمہ وجوہ تیار رکھنے کے لیے سالانہ ۱۵۰۰۰۰ سالانہ پونڈ صرف ہوتے -

مختصراً یہ کہ دول یورپ میں سے صرف ایک انگلستان نے اپنے بیڑے پر ۷ سو ملین پونڈ صرف کیے ہیں جو موجودہ یورپ کے جنون سیاسی و حربي کي ایک درد انگیز مثال ہے -

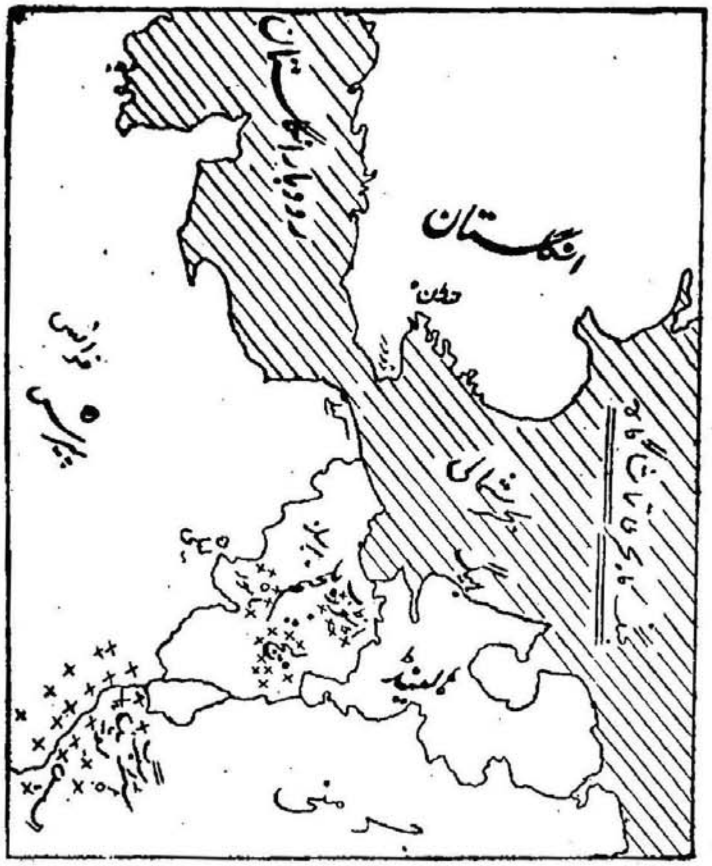

(کل اور آج کي تار برقیوں کے متعلق)

جرمني برسلز تک آگیا ہے اور بلجیم انٹورپ میں چلا گیا ہے -

عرفت ربي بفسخ العزائم !

عید کی وجہ سے ہم کبھي بھي تعطیل نہیں کرتے لیکن چونکہ عملہ دو دن کي چھٹي لیے بغیر نہیں رہتا ' اسلیے اکثر ایسا ہوا کہ دو نمبر ایک ساتھہ نکال دیے گئے -

(۲) اس مرتبہ ہم نے ارادہ کیا کہ ۲۶ - رمضان اور ۴ - شوال کا ڈبل نمبر عید سے پہلے ڈاک میں ڈالدیں اور عید کے متعلق اسمیں بکثرت مضامین و تصاویر ہوں - جنگ کي وجہ سے اگر کوئي اہم واقعہ پیش آگیا تو ۴ - شوال کا روزانہ ضمیمہ خریداروں کیخدمت میں بھیجدینگے - عید نمبر کا مدت سے ارادہ کر رہے تھے -

(۳) لیکن بغیر کسي سبب اور شکایت کے ' محض ایک خاص شخص کي شرارت کیوجہ سے تمام کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردي اور کام چھوڑدیا - کئي بار ایسا ہوچکا ہے لیکن جو شکایتیں صحیح تھیں انکو دور کیا گیا - افسوس کہ اس مرتبہ محض داخلی و بیروني دسوسہ اندازیوں سے ایسا کیا گیا ہے -

(۴) تمام ضروري اور اہم مضامین لکھے پڑے ہیں مگر کمپوز نہوسکے - علي الخصوص جنگ اور عید کے مضامین و تصاویر جنکي تعداد دس گیارہ سے کسی طرح کم نہوگي اور جو نہایت ہي اہم اور ضروري تھے - سب سے زیادہ یہ کہ ہفتۂ جنگ بھي کمپوز نہوا جو جنگ کي وجہ سے اخبار کا بہت ہي ضروري حصہ ہوگیا ہے

(۵) احباب یقین کریں کہ پرچہ کي بد نظمي کا انہیں جسقدر احساس ہوتا ہے ' وہ اُس داغ اور زخم کے مقابلے میں کچھہ بھي نہیں ہے جو اُنسے پہلے میرے دل پر لگتا ہے - انکو صرف اسي بات کا افسوس ہوگا کہ بعض معلومات حاصل نہ ہوئیں ' لیکن میرا ماتم انسے کہیں زیادہ ہے کہ ایک ضروري وقت پر نہایت ضروري خیالات قوم تک نہ پہنچاسکا اور اسطرح اپني افضل ترین عبادت سے محروم رہا - یوں سمجھنا چاہیے کہ میری صبح کی نماز اس ہفتے قضا ہوگئی !

انتہائي کوشش جو کي جاسکتي تھي کي گئي - مجبوراً بغیر شذرات 'ہفتۂ جنگ' مضامین عید ' و مباحث و تصاویر متعلق جنگ کے ' جتنے فارم چھپ گئے ہیں ' صرف وہي شائع کردیے جاتے ہیں -

(۶) لیکن انشاء اللہ دو چار دن کے اندر ہي اندر اس مشکل کا خاتمہ ہے - پورا انتظام ہوگیا ہے اور آیندہ ہفتہ کي اشاعت دیکھکر امید ہے کہ اس نقصان کو بھلا دیا جائے -

(آخري خبر اس وقت کي یہ ہے کہ حکومت بلجیم جرمني کي فوج کي کثرت کا بالاخر مقابلہ نہ کرسکي اور ظاہر کیا گیا ہے وہ ہٹ گئي - برزیل دار الحکومت بلجیم پر جرمني قابض ہوگئی ہے اور بلجیم انٹیورپ میں آگیا ہے جسے آپ نقشہ میں دیکھہ لیں - بلجیم نے ایک اعلان شائع کیا ہے جسمیں تسلیم کیا ہے کہ جرمني فوج دریاے میوز کے دونوں حصوں پر قابض ہوگئي ہے - تاہم لکھا ہے کہ یہ کوئي افسوس کي بات نہیں - اسکے اندر جنگي مصلحت پوشیدہ ہے -

فرانس اور جرمني کا میدان ابتک ویلر ' السیس ' اور لورین میں ہے اور جرمن شکستوں کي اطلاعیں دي جارہي ہیں -

روس اعلان کرتا ہے کہ مشرقي پروشیا (جرمني) میں دور تک لڑائی ہو رہي ہے اور وہ بیس میل تک بڑھہ آیا ہے -

خبروں کے احتساب نے یقین کے ذرائع مسدود کردیے ہیں اور در اصل میدان جنگ بالکل تاریکي میں ہے - اب تک اصلي معرکوں کا انتظار ہے اور مدت کے بعد آج کے اعتراف سے بھی کچھہ اصلیت منکشف ہو گئی ہے -

جنگ کے رعد و برق میں حسن وعشق کا ایک نغمۂ الم !

موسیو بوري : مسز کالیو کا بیرسٹر

موسیو البانیل چیف جسٹس عدالۃ عالیہ پیرس

موسیو کالمیٹ مقتول ایڈیٹر فگارو

موسیو کالیو وزیر مال فرانس

دنیا کے مختلف بے تعلق واقعات میں بعض اوقات عجیب عجیب سلسلے ربط و تعلیل کے پیدا هوجاتے هیں - فرانس کے ایک مشهور مقدمۂ قتل کی سرگذشت الهلال میں شائع هوچکی هے' جسمیں موسیو کالیو کی بیوی نے ایڈیٹر فگارو کو قتل کردیا تها - اسکے بعد گذشتہ هفتے یہ تار برقی تعجب کے ساتهہ پڑهی گئی کہ عدالت نے مسز کالیو کو بری کردیا - اب ایک اور واقعہ سنیے - موجودہ جنگ یورپ میں فرانس کی بری فوج کا سپہ سالار جنرل جوفر هے' جسکے بری اقدامات پر تمام دنیا کی نظریں لگی هوئی هیں -

خونریز حسن : مسز کائیو

لیکن جنرل جوفر کے تقرر کا واقعہ بهی ایک دلچسپ سرگذشت هے - فرانس میں سنہ ۱۹۱۱ ع تک سپہ سالاری کا عہدہ نہ تها - ایک جنگی مجلس تهی جو اس خدمت کو انجام دیتی تهی -

لیکن اسی زمانے میں پبلک نے مجلس وزارت پر سخت اعتراضات کیے کہ اس نے سپہ سالاری جیسے اهم عہدے کی جگہ بالکل خالی چهوڑدی هے -

اس اعتراض میں ایڈیٹر فگارو نے سب سے زیادہ حصہ لیا تها -

چنانچہ مجلس جنگی ٹوٹ گئی' نئی مجلس وزارت ترتیب دی گئی' اور جنرل جوفر سپہ سالار عام مقرر هوا -

یہ تمام مراتب اسی موسیو کالیو کے هاتهوں انجام پاے - اور اعتراف کیا گیا هے کہ اگر جنرل جوفر کا تقرر اس وقت نہ هوگیا هوتا' تو موجودہ جنگ کے متعدد جنگی اهتمامات ناقص رهجاتے -

مسز کالیو کے رها هوجانے میں بهی موجودہ جنگ کو بہت دخل هے - کہا جاتا هے کہ ایسے نازک موقعہ پر اگر اس مقدمہ کو زیادہ سنگین بنایا جاتا تو ملک کے اندر مضر اور خلاف وقت داخلی انہماک کے پیدا هوجانے کا خوف تها

اور تمام الگ الگ واقعات کو جمع کیا جاے تو معلوم هوتا هے کہ مسز کالیو کا مقدمہ موجودہ جنگ کی داستان کا ایک باب تها-

مقتول ایڈیٹر فگارو اور اسکا بدنصیب خاندان

اگر مسز کالیو چاهے تو موجودہ واقعات کو تمام دنیا سے بالکل الگ هوکر دیکهہ سکتی هے - اسے حق هے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی جنگ کو محض ایک حسن پرستانہ شورش سمجهے' جو اسلیے کی گئی تاکہ ایک حسین قاتل عدالت کی سزا سے بچالیا جاے -

المراسلة والمناظرة

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

(از جناب مولوي شبير احمد صاحب عثمانی - از دیوبند)

الهـــلال مورخه ۲۹ - جولائي سنه ۱۹۱۴ع کے شعبہ مراسلات میں ایک مضمون مولانا عبد السلام ندوي کا عنوان بالا کے متعلق شائع هوا هے جو اگرچه ابهي تک تمام نهیں هوا ' لیکن جتنا حصه اوسکا چهپ چکا هے' وه بهي مذهبی جماعت کي نظرونکو اپني طرف متوجه کرنے کیلیے کافي هے -

یه بتلانے کي مجهکو ضرورت نهیں که مولانا عبد السلام ندوي کون بزرگ هیں ؟ کیونکه انهیں چند ایام میں یه عام طور پر معلوم هوچکا هے که وه دارالعلوم ندوة العلما کے درجه تکمیل کي سند حاصل کرچکے هیں' اور آجکل اپنے اوستاد مولوي شبلي نعماني کو سیرة کے لکهنے میں مدد دے رهے هیں' اور وهی بزرگ هیں جنکی طرف اوس خط کی نسبت کیگئي تهي' جسکي بنا پر ندوه کي اسٹرائـک کا محرک اول مولوي شبلي نعمانی کو بتلایا جاتا هے ' اور جسکے اعتذار میں انهوں نے یه کها تها که میں جسوقت یه خط لکهه رها تها تو سچ یه هے که اوسوقت غلبۂ جوش کیوجه سے میرے حواس اور میرا دماغ میرے قابو میں نه تها - (او کما قال)

اگر غور کیا جاے تو بلاشبه اوس خط کیطرح یه تحریر بهي جو فاضل مضمون نگار نے اِسوقت الهـــلال میں شائع کرائي هے اس اعتذار سے بے نیاز نظر نهیں آتي ' کیونکه جن روایات حدیث و سیر سے آپنے اسٹرائـک کا شرعی جواز بلکه استحسان ثابت کرنا چاها هے وه نهایت هي مضحکه انگیز هے - وه دلائل یا تو آپکے مدعاء سے محض بے تعلق هیں' یا ور مسئله اسٹرائـک یا اوسکی شرعی حیثیت سے کوئی لگاؤ نهیں ' اور یا اونسے جو نتیجه نکالا گیا هے وه بالکل اولٹا نکالا گیا هے ' یعني جس اسٹرائـک سے آپ روکتے هیں اوسکا تو اوس سے جواز نکلتا هے اور جس کی اباحت کے آپ درپے هیں' اوسکی صاف حرمت منشرح هو رهي هے -

فاضل مضمون نگار کا اصلي منشاء یه ثابت کرنا هے که طلباء دار العلوم ندوه نے جو اسٹرائـک ناظم وغیره کے مقابله میں کي وه شرعاً بالکل حق بجانب هے ' اور زمانه اسٹرائـک میں اون طلبا کا کهانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نهیں - اسکے اثبات یا تائید یا تمهید میں آپنے مجموعي طور پر چار واقعات اسطرح ذکر کیے هیں که :

(الف) حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشه پر اتهام لگانیکے جرم میں مسطح کا نفقه بند کردیا ' اور قسم کهالي که اونکو کبهي کسي قسم کا فائده نه پهونچائینگے' لیکن خدا تعالے نے اونکو اخلاقی حیثیت سے روکدیا -

(ب) دنیا میں سب سے زیاده ساده تمدن دیهات کا هوتا هے' لیکن عموماً تمام دیهاتوں میں کودات کرنیکا طریقه جاري هے' جسکے رو سے ایک شخص کا حقه پاني کهانا پینا بند کردیا جاتا هے (گویا یه بهي ایک ساده شکل کي اسٹرایک هے)

(ج) ابتداے بعثت میں تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عهدنامه لکهکر خانه کعبه میں لٹکایا تها که قریش میں کوئی شخص بنو هاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي نديگا اونسے لین دین و خرید و فروخت نکریگا ' اونسے هم کلام نهوگا ' وغیره وغیره -

(د) اسلام میں جب کسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد کو ترجیح دي ' تو اوسکے خلاف صحابه اور خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اس قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا - غزوه تبوک میں تن آساني کیوجه سے شریک نهونے پر آپ نے کعب ابن مالک ' مراة بن الربیـع ' اور هـــلال بن امیر پر سخت ناراضي ظاهر کي اور تمام صحابه کو ایک مدة تـک اونکے ساتهه سلام و کلام اور نشست و برخاست کي ممانعت رهي - آخر کار جب خدا کے یهاں سے ان تینونکي معافي کا پروانه آ گیا - تب یه اسٹرائک ٹوٹي - (صحیح بخاري)

* * *

اِن دلائل میں سے پهلي دلیل (یعني حضرت صدیق اکبر کا واقعه) تو قطع نظر اس سے که قرآن مجید نے اوسکو جائز و پسندیده قرار دیا یا نهیں ' اسٹرائک کے اصطلاحي مفهوم سے جو متنازع فیه هے کوئي تعلق نهیں رکهتا ' کیونکه آپ خود اقرار کرتے هیں که اس قسم کے تمدني قطع تعلق پر اوسیوقت اسٹرایک کا اطلاق کیا جاسکتا هے جبکه ایک گروه کا گروه دوسرے گروه یا فرد کو اپني اعانت سے محروم کردیتا هے' اور اسي بناپر جدید عربي زبان میں اسٹرائک کو اعتصاب سے تعبیر کرتے هیں' جسکے معني گروه بندي کے هیں -

باقی دوسري دلیل (یعنی دیهاتیوں کے کودات کرنیکے طریق) سے بهي آپ خود اندازه لگاسکتے هیں که شرعي جواز و عدم جواز پر کهانتک روشني پڑ سکتي هے' اور ایک مذهبي مسئله کے احتجاج میں دیهاتیوں کے اس طرز عمل کو پیش کرنا (اگرچه تمهیداً هی کیوں نهو) کس حد تک درست هے - البته تیسري اور چوتهي دلیلیں (یعني قریش مکه کا عمل آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے مقابله میں اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم اور صحابه کا عمل کعب ابن مالک وغیره کے مقابله میں) ایک خاص حد تک اس قسم کے مباحث کیوقت ذکر کیے جانے کا مساغ رکهتے هیں - (لیکن میں معاف کیا جاؤں اگر آپ هي کے الفاظ میں یه کهوں که) صرف انهیں لوگوں کے نزدیک جو کتب حدیث و سیر سے (بامرقعه) روایات فراهم کرنیکي اهلیت نهیں رکهتے - میرا قصد اس مضمون میں اپنی طرف سے کچهه زیاده کهنے سننے کا نهیں هے بلکه بجاے اسکے یهي بهتر سمجهتا هوں که فی الحال صرف آپ هي کے استنباط کیے هوے بعض نتائج کو دوباره ناظرین کے ملاحظه میں لاکر فی الجمله اونکي رکاکت پر متنبه کردوں -

آپ نے پهلا نتیجه یه نکالا هے که :

" زبردست گروه کو کمزور فرقه کے خلاف اسٹرائک کرنا سزاوار نهیں ' جیساکه قریش مکه نے کیا تها - اسلیے زمانه اسٹرائک میں طلبا کا کهانا بند کردینا یا اونکو بورڈنگ سے نکالدینا جائز نهیں "

لیکن نتائج کے نمبر ۷ میں یوں فرماتے هیں که :

" اسٹرائک کیلیے مساوات لازمي نهیں ' کعب ابن مالک آنحضرت اور دیگر صحابه کے مساوي نه تهے ' جب قوي گروه ضعیف کے مقابله میں اسٹرائک کرسکتا هے تو ضعیف کو قوي کے مقابله میں اوسکا حق مرجح حاصل هے "

پس اب آپ خود هي انصاف فرمائیں که ان دونوں نتائج میں سے ' جو آپ نے بیان کیے هیں پبلک کس کو صحیح سمجهے یا کس کو کس قاعده سے ترجیح دے - اگر اسٹرائـک کیواسطے مساوات کو ضروري سمجها جاے ' اور زبردست کي اسٹرائک ضعیف کے مقابله میں سزاوار نهو ' تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم اور تمام صحابه کے (معاذ الله) اس ناسزاوار فعل کی جو کعب

ابن مالک رغیرہ کے مقابلہ میں اونسے ظہور پذیر ہوا ' کیا توجیہ ہوسکتی ہے ؟ اور اگر مساوات کا قاعدہ لازمی نہیں تھا ' تو پھر قریش مکہ کی استرالک کو عدم مساوات کی رجہ سے ناروا کہنے میں آپ جیسے روشن خیال نے کیوں تعصب اور تنگدلی سے کام لیا -

* * *

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانونکے اعتقاد کے موافق آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ رسلم خداے تعالے کیطرفسے تمام مخلوقات جن ر انس عرب ر عجم کیلیے ھادی اور ارستاد اور معلم بناکر بھیجے گئے تھے (چنانچہ آپنے خود بھی اپنے منصب جلیل کو (انما بعثت معلما کے الفاظ سے ھی ادا فرمایا ہے) اور اس اعتبار سے تمام بنی آدم کو طوعاً ر کرھاً آپکے ساتھہ تلمذ کی نسبت اور شاگردی کا تعلق حاصل ہونا چاھیے - پس ھمارے نزدیک یہ کہنا غالباً فاضل مضمون نگار کی توجیہات سے زیادہ چسپاں ہوگا کہ قریش مکہ نے اپنی جہالت اور سفاھت کیوجہ سے جو استرالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کی ' چونکہ رہ شاگرد کی استرالک ارستاد کے اور متعلم کی استرالک اپنی حقیقی معلم کے مقابلہ میں تھی ' اسلیے رہ بیشک قابل نفرین ر ملامت تھی ' اور برخلاف اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے جو استرالک (بشرطیکہ رہ استرالک ہو) چند شاگردوں کی غفلت اور خطا کاری کے مقابلہ پر عمل میں آئی ' رہ ارستاذ کی استرالک شاگرد کے مقابلہ میں ہونیکی رجہ سے ٹھیک ٹھیک حق بجانب رہی -

اس آخری استرالک کے دباؤ کا نتیجہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رغیرہ کے حق میں یہ برآمد ہوا کہ اونسے مسلمانونکے تمام رشتے ناتے توڑ دیے گئے ' اور اخوت ر ارتباط باھمی کے سب سلاسل منقطع ہوگئے ' تو رہ اپنے سادے دل سے خدا کیطرف متوجہ ہوکر گڑگڑائے ' اور انہوں نے نہایت ھمت ر استقلال کے ساتھہ ہر طرف کے عارضی سہارے چھوڑکر فقط ایک رب العزت کی جناب کو جا پکڑا ' انجام کار یا تو یہ حالت تذبذب تھی کہ :

و آخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبہم و اما یتوب علیہم و اللہ علیم حکیم	اور کچھہ لوگ ھیں کہ حکم خدا کے انتظار میں اونکا معاملہ ملتوی ہے کہ یا تو اونکو عذاب دے یا اونکی توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے -

اور یہ بشارت نازل ہو گئی کہ :

لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین و الانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم ' ثم تاب علیہم انہ بہم رؤف رحیم - و علی الثلاثۃ الذین خلفــوا حتی اذا ضاقت علیہــم الارض بمــا رحبت و ضاقت علیہــم انفسہم وظنوا ان لا ملجاء من اللــہ الا الیــہ ثم تاب علیہــم لیتوبوا - ان اللــہ ھو التــواب الــرحیــم -	البتہ خداے پیغمبر پر بڑاھی فضل کیا اور (نیز) مہاجرین و انصار پر جنہوں نے تنگدستی کیوقت پیغمبر کا ساتھہ دیا جبکہ ان میں سے بعض کے دل ڈگمگا چلے تھے - پھر اوس نے ان پر (بھی) اپنا فضل کیا (کہ انکو سنبھال لیا) اسمیں شک نہیں کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ مہربان (اور اونکے حال پر اپنی) مہر رکھتا ہے - اور (علی ھذ القیاس) اون تیــن شخصــونپـر بھی جو (با نتظار حکم خدا) ملتوی رکھے گئے تھے - یہاں تک کہ جب زمین

بارجود فراخی اونپــر تنگی کرنے لگی اور رہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے اور سمجھہ لیے کہ خدا کی (گرفت) سے اوسکے سوا اور کوئی پناہ نہیں - پھر خدا نے اونکی توبہ قبول کرلی تا کہ (قبول توبہ کے شکریہ میں آیندہ کیلیے بھی) توبہ کریں - بیشک اللہ بڑا ھی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے -

جن لوگوں نے آجکل مسئلہ استرالــک پر اخبارات میں بحثیں کیں ھیں (مثلاً صاحبزادہ آفتاب احمد خاں رغیرہ) انہوں نے بارھا ارستاد ر شاگرد کے تعلقات کو باپ بیٹے کے تعلقات سے تشبیہ دی ہے ' اور یہ تشبیہ اس اعتبار سے نہایت بلیغ ہے کہ باپ کی مادی تربیت سے ارستاد کی روحی تربیت کسیطرح کم نہیں - پس جبکہ اولاد کی استرالک کا رالدین کے مقابلہ میں یہ حال ہے کہ :

و ان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علــم فلا تطعمــا و صاحبہما فی الدنیــا معروفــا	اور (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تجھکو اسپر مجبور کریں کہ تو ھمارے ساتھہ کسیکو شریک خدائی بناے ' جسکی تیرے پاس کوئی دلیل ھی نہیں (تو اسمیں) اونکا کہا نہ ماننا (مگر) ھاں دنیا میں سعادتمندانہ اونکی رفاقت کر -

تو شاگردونکو بھی ارستاذ کے مقابلہ میں (بالخصوص جبکہ ارستاد اپنے شاگردونکی اخلاقی اصلاح کا کفیل ہوتا ہے) استرالک کا اس سے کچھہ زیادہ استحقاق نہیں ہوسکتا -

* * *

بناء علیہ قریش مکہ اور غزوہ تبوک کے جن دو راقعات سے فاضل مضمون نگار نے اپنا مدعا ثابت کرنا چاھا تھا اون سے برخلاف اسکے یہ ثابت ہوا کہ کسی قومی یا مذھبی درسگاہ کے طلباء کی استرالک جو اپنے اساتذہ اور مصلحین ر مربیین کے مقابلہ میں ہو سراسر ناجائز ہے اور اگر بالفرض اساتذہ اپنے بعض تلامذہ کے مقابلہ میں تعزیراً استرالک کردیں تو یہ نہ فقط جائز بلکہ مستحسن ہے -

اولجھا ہے پانوں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

میں ان سطور کو اب ختم کرتاھوں کیونکہ فی الواقع مجھکو اسوقت نہ تو " ندرہ " کے استرالک کے خطا رصواب ہونے سے چنداں سروکار ہے اور نہ یہ تحقیق مطمح نظر ہے کہ استرالک کا اصلی مفہوم اور اوسکی جامع مانع تعریف کیا ہے ' اور یہ کہ اوسکو شرعاً جائز کہنا چاھیے یا ناجائز - بلکہ اب ایسی تحریر کے بعض استدلالی کمزوریونکی طرف اشارہ کرنا منظور ہے ' جو آجکل بعض بخاری کے درس دینے والونکا علمی نمونہ ہے ' اور ابناء زمان کی حدیث دانی اور سیرت فہمی کا اک بہترین نمونہ ہے ' تاکہ عام مسلمان محض اس قسم کے سطحی مضامین کے خوشنما ٹائپ کو دیکھکر جلدی سے متاثر نہو جایا کریں -

آخر میں میں ناظرین کی اور خصوصاً محترم مدیر الھلال کی توجہ مضمون نگار کے اوس منہیہ کی طرف منعطف کرانا چاھتا ھوں ' جو صاحب مضمون کے بغض ر نفسانیت کا آئینہ اور بدتہذیبی یا آجکل کی تہذیب کا پورا مجسمہ ہے ' اور جس سے اس مضمون کے لکھنے اور شایع کرنیکا اصلی مقصد پوری طرح واشگاف ہوجاتا ہے - لکھتے ھیں کہ :-

" یہ جو بعض مدعیان علم حدیث شکایت کرتے ھیں کہ استرالک کے دور ان میں سلام و کلام بزرگونکو ضرور کرنا چاھیے ' حالانکہ ایسانہیں کیا گیا تو اوسکا مبنی بخاری کا رہ نسخہ ہوگا جسکو مولانا احمــد علی مرحــوم والد بزرگوار مولوی خلیــل الرحمن سہارنپوری نے چھپوایا تھا ' اوسمیں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنیوالا تھا ' مگر ھمنے مصر کے نسخہ مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے "

میں نہیں سمجھتا کہ اس منہیہ کے لکھنے والے نے مولانا احمد علیصاحب مرحوم کی چھاپی ہوئی صحیح بخاری کو مولوی شبلی کی سیرۃ النعمان سمجھا ہے ' جسمیں حضرت سعد بن ابی وقاص کے واقعہ کو غلطی سے عمار بن یاسر کی طرف منسوب کردیا '

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۴)

(آداب المعلمين والمتعلمين)

اگرچه تصریحات سابقه سے ثابت هوگیا هے که قرآن مجید اور احادیث صحیحه میں اوستاد کا بالتصریح کولي حق متعین نهیں کیا گیا' یهاں تک که امام غزالي نے اوستاد و شاگرد کے آداب و حقوق کے متعلق جو بحث کي هے' اوس میں کسي موقع پر احادیث سے استدلال نهیں کیا هے حالانکه وه ضعیف بلکه موضوع حدیثوں سے بهي استدلال کرنے میں تامل نهیں کرتے - تاهم اس سے بهي انکار نهیں کیا جاسکتا که قرآن مجید کے اشارات و کنایات سے اوستاد کے ادب و احترام پر استدلال کیا جاسکتا هے - حضرت موسی علیه السلام نے چونکه حضرت خضر علیه السلام کي شاگردي کي اور وه قصه قرآن مجید میں مذکور هے' اسلیے علما نے اوسي قصه سے اوستاد کے ادب و احترام کے متعلق بهي چند احکام مستنبط کیے هیں جنکي تفصیل یه هے :

(۱) موسی علیه السلام نے اپنے آپ کو اونکا تابع تسلیم کرلیا' کیونکه اونهوں نے کہا هل اتبعك ؟ کیا میں آپ کا اتباع کروں ؟

(۲) اونکے اتباع کي بهي اجازت طلب کي هل تاذن لی ان اجعل نفسي تبعا لك - کیا آپ مجهے اجازت دیتے هیں که میں اپنے آپ کو آپ کا تابع بناؤں ؟ یه انتها درجه کي خاکساري هے -

(۳) اونهوں نے کہا " علی ان تعلمني " یعنے اس بنا پر اتباع کرتا هوں که آپ مجهے تعلیم دیجیے' اور یه اپنے جهل کا اقرار اور اوستاد کے علم کا اعتراف هے -

(۴) اونهوں نے کہا " مما علمت " یعنی اون کے علم کا بعض حصه سیکهنا چاها ' اور اس سے بهي تواضع کا اظهار هوتا هے - یعني اونهوں نے یه نهیں کہا که مجهے علم میں اپنے برابر بنا دیجیے' بلکه اون کے اجزاء علوم میں سے بعض اجزاء کي درخواست کي جس طرح فقیر دولت مندوں سے کهتا هے که کچهه دیدیجیے -

(۵) اونهوں نے کہا : رشدا - یعني اون سے صرف ارشاد و هدایت کی درخواست کي' اسلیے اوستاد مرشد و رهنما هوتا هے -

(۶) انهوں نے کہا " هل اتبعك علی ان تعلمني " کیا میں آپ کا اتباع اس شرط پر کرسکتا هوں که آپ مجهے تعلیم دیں ؟ اسلیے اونهوں نے پہلے اپنے آپ کو تابع تسلیم کرلیا هے پهر تعلیم کي خواهش کی هے' یعنے پہلے اونکي خدمت کرنے کا اقرار کرلیا هے' پهر تعلیم کي درخواست کي هے - (۱) (هم نے بعض احکام کو حذف کردیا هے)

لیکن اعتراض و اختلاف اس ادب و احترام کے منافی نهیں هے' جیساکه حضرت موسی علیه السلام کے طرز عمل سے ثابت هوتا هے'

ان ضمنی احکام کے علاوه قرآن مجید کي بعض آیتوں سے به تصریح علماء کي فضیلت پر استدلال کیا جاسکتا هے - بعض کم درجه کي احادیث میں بهي علماء کي فضیلت بیان کي گئي هے' اور علماء نے اخلاقي حیثیت سے بهي اوستاد و شاگرد کے حقوق پر بحث کي هے' هم ان تمام آیات و احادیث ' اور اقوال کو ایک ترتیب خاص کے ساتهه درج کرکے اوس پر تفصیلي بحث کرتے هیں :

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات	جو لوگ ایمان لاے' اور جن لوگوں کو علم دیا گیا' خدا اونکا درجه بلند کرتا هے -
انما یخشي الله من عباده العلماء	خدا کے بندوں میں صرف علماء هی خدا سے ڈرتے هیں -
فضل العالم علی العابد لفضلي علی ادناکم (دارمی	عالم کی فضیلت عابد پر اوسیطرح هے' جسطرح میں تم میں معمولی درجه کے آدمیوں سے افضل هوں -
لیس من امتی من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا و یعرف (۲) لعالمنا (ترغیب و ترهیب)	جو شخص بڑوں کی تعظیم نهیں کرتا ' چهوٹوں پر رحم نهیں کرتا ' علماء کي قدرداني نهیں کرتا ' وه میري امت میں نهیں -
ثلاث لا یستخف بهم الا منافق ذو الشیبه فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط (ترغیب و ترهیب)	تین آدمی کی توهین بجز منافق کے کولی نهیں کرتا : مسلمان بوڑهے شخص کي ' صاحب علم کي ' امام عادل کی -
اذا کنت فی قوم ... (۳) فتصفحت وجوههم فلم تر فیهم رجلا یهاب فی الله فاعلم ان الامر قد رق	جب تم کسي قوم میں هو اور بغور هر ایک کا منهه دیکهو ' تو اگر تمکو کولی ایسا شخص نظر نه آے جسکي توقیر و هیبت محض خدا کیلیے کیجاے تو جان لو که دین کا حال پتلا هو گیا -

طلباء اگرچه بالتخصیص ان روایتوں کے مخاطب نهیں هیں ' بلکه وه لوگ بهی اس میں شامل هیں جنهوں نے علماء کي توهین کو همیشه اپنا شعار بنایا هے ' تاهم تخاطب عام کے لحاظ سے تمام امت کے ساتهه طلباء بهي اس میں داخل هیں -

علماء میں امام غزالی کي کتاب احیاء العلوم فلسفه اخلاق کي بهترین کتاب خیال کی جاتی هے ' امام صاحب نے اس کتاب میں طالب العلم کیلیے دس وظائف مقرر فرماے هیں ' انمیں صرف ایک وظیفه کا اثر اوستاد کے ادب و احترام اور اشتراک پر پڑسکتا هے - اسلیے هم اوسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" طالب العلم کو چاهیے که علم پر غرور اور اوستاد سے سرکشی نه کرے ' بلکه اپني باگ اوسکے هاتهه میں دیدے ' اوسکي خیر خواهي کا یقین رکهے ' اوس سے تواضع کرے ' اور اوسکي خدمت کو شرف و ثواب سمجهے ' شعبي نے کہا هے که زید بن ثابت نے نماز جنازه پڑهي ' پهر اونکا خچر اونکے قریب کردیا گیا که سوار هو جائیں تو ابن عباس آے اور رکاب پکڑلیا - زید نے کہا : آپ الگ رهیے - ابن عباس نے' کہا همکو اسي طرح علماء کي توقیر کا حکم دیا گیا هے - زید ابن ثابت نے اونکا هاتهه چوم لیا اور کہا که همکو اهل بیت کي عزت کا بهي یهي طریقه بتایا گیا هے -

علم کا غرور یه بهي هے که طالب العلم اوستاد سے استفاده کرنے کو عار سمجهے' مگر اون لوگوں سے نهیں جو شهرت طلب و جاه پرست هیں' ...... اور جب اوستاد طالب العلم کو کولي مشوره تعلیم میں دے تو اوسکي تقلید کرے ' اور اپني راے کو چهوڑدے - کیونکه اوستاد کی غلطي طالب العلم کے صواب سے زیاده مفید هے ' اسلیے که تجربه سے عجیب و غریب باتیں ظاهر هوتي هیں ...... حاصل کلام یه که جو طالب العلم اوستاد کي راے کے سوا کولی راے اور اختیار کرتا هے تو اوسکي ناکامیابي کا فیصله کرلینا چاهیے - علی رضي الله عنه نے کہا هے که اوستاد سے سوال نه کرو' اصرار نه کرو - جب وه سست هوجاے

---

(۱) لیکن انبیاء سابقین کے اقوال و افعال کا اتباع هم پر واجب نهیں -

(۲) لیکن ترمذي میں " یعرف لعالمنا " کا فقره نهیں هے '

(۳) لیکن احادیث کے تتبع سے معلوم هوتا هے که هر وه شخص جو طلب علم میں مصروف هو ان احادیث کا مورد هے اسلیے طلباء بهی اساتذه کے ساتهه اس فضیلت میں حصه دار هیں -

تو اوسکا دامن پکڑ کے نہ کھینچو' اوسکا راز فاش نہ کرو - اوسکی غلطیوں کے پیچھے نہ پڑو' اور اگر وہ لغزش کرے' تو اوسکا عذر قبول کرو' اوسکی توقیر کرو (جب تک وہ مذھب کی حفاظت کرے) اوسکے آگے نہ بیٹھو' اور اگر اوسکو کوئی ضرورت ھو تو سب سے پہلے تم اوسکی خدمت کے لیے بڑھو (احیاء العلوم جلد - ۱ ص۰ ۳ -)

اوستاد کے حقوق اور ادب و احترام کے متعلق اب اس سے زیادہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا' لیکن اسکے ساتھہ ھمکو یہ بھی دیکھنا چاھیے کہ قرآن مجید اور احادیث نے طلباء کے بھی کچھہ حقوق متعین کیے ھیں یا نہیں؟ آیا علماء اخلاق نے اساتذہ کو بالکل مطلق العنان چھوڑ دیا ھے' یا ان کو بھی کسی چیز کا پابند کیا ھے؟ ھم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ھیں کہ اس مسئلہ میں اساتذہ کے مقابل میں طلباء کا پلہ بھاری ھے - قرآن مجید نے ایک بڑی امانت اساتذہ کے سپرد کی ھے :

ابلغکم رسالات ربی — میں تمکو خدا کا پیغام پہنچاتا ھوں' اور
و انا لکم ناصح امین — میں تمہارا خیر خواہ اور امین ھوں -

اس امانت میں جس طرح خیانت کی جا سکتی ھے' احادیث نے اوسکی تصریح کردی ھے :

قال تناصحوا فی العلم فان خیانة احدکم فی علمه اشد من خیانته فی ماله (ترغیب)
علم میں خیر خواھی کرو' کیونکہ علم میں کسی کی خیانت اس سے زیادہ شدید ھے کہ وہ اپنے مال میں خیانت کرے -

اساتذہ کے لیے امین ھونا اسلیے ضروری ھے کہ اساتذہ کسی پیغمبر کے' کسی سلطنت کے' کسی قوم کے' یا کم از کم کسی معصوم بچے کے باپ کے خلیفہ ھوتے ھیں' اور خلیفہ کے لیے امین ھونا لازمی ھے - یہی وجہ ھے کہ آنحضرت حضرت ابوبکر(ض) و حضرت عمر(ض) کے بعد حضرت ابو عبیدہ جراح (ض) سے نہایت محبت رکھتے تھے-(۱) کیونکہ ان میں خلافت کا یہ جوھر نمایاں طور پر نظر آتا تھا - یہی وجہ ھے کہ اھل یمن نے جب آنحضرت سے ایک معلم کتاب و سنت کی درخواست کی' تو آپ نے ابو عبیدہ جراح (ض) کا ھاتھہ پکڑ کر کہا کہ یہ اس اُمت کے امین ھیں (۲)

امام غزالی نے صرف ایک ایسا وظیفہ بتایا ھے جسکی خلاف ورزی کا اثر اساتذہ کے حقوق و ادب و احترام پر پڑتا ھے - لیکن اسکے مقابلے میں خود انہوں نے اساتذہ کیلیے متعدد وظائف بتائے ھیں' جن سے اگر بے پروائی کی جائے' تو طلبا کے تمام حقوق پامال ھوجائیں چنانچہ انکی' تفصیل یہ ھے :

(۱) اوستاد طلباء پر شفقت کرے' اور انکو بیٹے کے برابر سمجھے ...... اسلیے اوستاد کا حق باپ ماں سے زیادہ ھے - کیونکہ باپ دنیوی زندگی کا سبب ھے' اور اوستاد اخروی زندگی کا - لیکن صرف دنیا کمانے کیلیے تعلیم دینا تو خود ھلاک ھونا ھے اور دوسرے کو ھلاک کرنا ھے -

(۲) اوستاد متبع شریعت ھو' تعلم پر اجرت نہ لے' اپنا احسان نہ جتائے' اگرچہ احسان لازمی طور پر ھوجاتا ھے' شکر گذاری اور معاوضہ کا خواستگار نہ ھو' بلکہ خود طلباء کا احسان مانے کہ انہوں نے اشاعت علم کا موقع دیکر اوسکے دل کو صاف کیا ھے - کیونکہ معلم کو تعلیم میں طالب العلم سے زیادہ ثواب ملتا ھے - ان لوگوں کو دیکھو جو وظائف کیلیے سلاطین کی خدمت میں طرح طرح کی ذلتیں برداشت کرتے ھیں' اور اگر بادشاہ لوگ وظائف دینا ترک کردیں' تو وہ لوگ تعلیم دینا بھی چھوڑ دیں - پھر ایسے معلم طلباء سے امید رکھتے ھیں کہ مصائب میں اونکی حمایت کریں' اونکی دوستوں کی مدد کریں' اور گدھے کی طرح اونکے سامنے فرمانبردارانہ کھڑے رھیں؟ اگر اس میں کچھہ کمی کی جاے' تو وہ طلباء کے جانی دشمن ھوجاتے ھیں - پس کتنا کمینہ ھے وہ عالم جو اس کو اپنے لیے پسند کرتا ھے' اور اسپر خوش ھوتا ھے - اور اوسے یہ کہتے ھوے شرم نہیں آتی کہ میں بغرض اشاعت علم تعلیم دیتا ھوں -

(۳) یہ فن تعلیم کا دقیق مسئلہ ھے کہ طالب العلم کو حتی الامکان صراحتاً زجر وتوبیخ نہ کی جاے' بلکہ مہربانی سے تنبیہ کی جاے نہ بطور ملامت کے - کیونکہ تصریح سے اوستاد کا وقار جاتا رھتا ھے' اور طالب العلم کو مخالفت کی جرات ھوتی ھے' اور یہ طریقہ جرم کرنے پر اور ھمت دھرم بنا دیتا ھے - تعریضاً تنبیہ کرنا ذھین طلباء کو اوسکے معانی کے استنباط کرنے پر مائل کرتا ھے' جب وہ مطالب تعریض سمجھہ جاتے ھیں تو استنباط نتیجہ پر انکو و علمی مسرت ھوتی ھے "

اوستاد و شاگرد کے حقوق و اداب کے متعلق قرآن مجید' احادیث صحیحہ' اور فلسفہ اخلاق کے تتبع و استقراء سے جو مواد فراھم کیا جاسکتا تھا وہ سامنے آگیا' اب ھم ان پر تفصیل سے بحث کرتے ھیں

قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور فلسفہ اخلاق نے اساتذہ و طلباء دونوں کیلیے خاص خاص پابندیاں لازمی کردی ھیں - لیکن شریعت کے تمام احکام یکساں حیثیت نہیں رکھتے - بعض کی تعمیل وجوباً و فرضاً ضروری ھوتی ھے بعض احکام اخلاقی حیثیت سے قابل عمل ھوتے ھیں' اور خود اخلاقی احکام میں بھی فرق مدارج ھوتا ھے اسلیے استحباب و وجوب میں باعتبار جزاء و سزا کے بڑا فرق ھے' ایک تارک صلاۃ کو وہی سزا نہیں دیجا سکتی جو اوس شخص کو دیجا سکتی ھے' جس نے مہمان کا حق ضیافت ادا نہیں کیا' بلکہ اول الذکر شخص کو شریعت نے عذاب شدید کی وعید سنائی ھے - اگر اس اصول کو فیصلہ کا معیار قرار دیا جاے تو صاف نظر آئیگا کہ طالب العلم پر اُوستاد کی مراعاۃ ادب اخلاقی حیثیت سے فرض ھے جسکو شارع نے پرزور الفاظ میں بیان کرکے یہ ظاھر کردیا ھے کہ مدارج اخلاق میں سے یہ ایک اھم ترین درجہ ھے - لیکن اُوستاد کی حالت اس سے مختلف ھے - اوس پر جن احکام کی پابندی لازم ھے' وہ واجب ھیں - مثلاً وہ مبلغ شریعت اور امین ودائع مذھب ھے اور خیانت بہ نص صریح قرآنی حرام ھے - وہ حامل حدیث ھے اور کذب فی الحدیث کی نسبت خود حدیث میں وعید شدید موجود ھے - تمدنی حیثیت سے وہ اس زمانہ میں ایک اجیر کی حیثیت رکھتا ھے' اسلیے اگر وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو ناجائز طور پر کسب معاش کرتا ھے - اس بنا پر معاملات اسلامی کی تقسیمات میں صرف یہی نہیں دیکھنا چاھیے کہ طلبا نے اساتذہ کے ادب و احترام کا لحاظ نہیں کیا' بلکہ یہ بھی دیکھنا چاھیے کہ اساتذہ نے اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کیے یا نہیں؟ اور یہ ثابت ھو جاے کہ وہ بھی طلباء کی طرح مجرم ھیں' تو جس حیثیت سے ان پر پابندیاں لازم ھیں' اوسی حیثیت سے سزا بھی مختلف اور شدید ھونی چاھیے -

(۱) ترمذی ص ۶۲۲ کتاب المناقب
(۲) مسلم مطبوعہ مصر ۳۳۰ کتاب المناقب